

کلمہ حق

(وظیفہ اہل حق در بیان نجات آتشِ جہنم)

اولین قواعد دستور معرفت جنہیں صوفیائے حق نے حرزِ محبوب اور اسماءِ رحمت سے اپنے اوراد و وظائف میں رقم کیا

تحقیق و تشریح

محمد ارشد

کلمہ حق

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ①

بیشک یہی بیان حق ہے اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بیشک اللہ ہی غلبہ والا اور حکمت والا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ②

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو گئے اور یاد رکھو یہ اللہ کا ذکر ہی ہے جس سے دلوں کو چین اور قرار ملتا ہے

کلمہ حق "لا الہ الا اللہ" ایسی حرز مبارکہ ہے جو کہ اپنی پوری آب و تاب سے ابتدائے آفرینش سے آج تک اور پھر رہتی دنیا تک صدائے حق کی ترجمان ہے۔ عالم دنیا کے تمام مذاہب میں اس حرز کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں اس حرز کا ذکر مختلف انداز میں ملتا ہے:-

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اللہ، نہیں کوئی معبود سوا اس کے

هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

وہی میرا پروردگار ہے، نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ③

اللہ وہ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کے سب نام اچھے ہیں۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٢٦﴾

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

وَالْهَكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿١٣٣﴾

اور تم لوگوں کا معبود، ایک معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں سوا اسی بڑے مہربان رحمت والے کے

ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٠٢﴾

یہ ہے اللہ تم سب کا پروردگار۔ نہیں ہے کوئی معبود اسکے سوا۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا، تو اسی کو پوجو۔

اور وہ ہر ایک کا کارساز ہے۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعَدَ مَذْمُومًا مَّخْذُومًا ﴿٢٢﴾

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو شریک نہ کر، ورنہ تو سزاوار مذمت اور بے یار و مددگار ہو کر رہ جائے گا۔

فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١١٢﴾

تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے اس کی شان اس سے اونچی ہے اس کا کوئی معبود نہیں وہی عرش کریم کا مالک ہے۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود سمجھ کر نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی ذات پاک کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے 'اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَإِنِّي تَوَفَّكُونَ ﴿٢٣﴾

یہی اللہ تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو۔

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٥﴾

وہ زندہ ہے جسے موت نہیں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اسی کی عبادت کو خالص کر کے اسی کو پکارو ہر طرح کی تعریف اسی کے لیے ہے جو تمام جہان کا رب ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ①

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے وہی تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا رب ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ②

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْبَلَكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِينُ

الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ③

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بادشاہ ہے، پاک ذات سب عیبوں سے سالم امان دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست بڑائی والا، اور اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ④

وہی مشرق اور مغرب کا مالک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔

اب اس حرز کے بارے میں احادیث کا بھی مطالعہ ہو جائے

لا الہ الا اللہ اخلاص کا کلمہ ہے (یعنی کلمہ توحید ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کے لئے آگ سے نجات کا سبب ہے)

مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 853 مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت معاذ (رض) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا جنت کی کنجی " لا الہ الا اللہ " کی گواہی دینا ہے۔

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 2160 حدیث مرفوع مکررات 0 متفق علیہ 0

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ نے جہنم کی آگ اس پر حرام کر دی جس نے لا الہ الا اللہ خالصاً لوجہ اللہ کہا۔

صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 381 حدیث متواتر حدیث مرفوع مکررات 29 متفق علیہ 14

حضرت معاذ بن جبل (رض) راوی ہیں کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ جس شخص کا آخری کلام الا الہ الا اللہ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (ابوداؤد)

مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 99 مکررات 0 متفق علیہ 0

" اور حضرت ابو ہریرہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا " قیامت کے دن میری شفاعت کے لئے نصیبہ والا شخص وہ ہو گا، جس نے (دنیا میں) خلوص تہ دل سے، یا یہ فرمایا کہ خلوص تہ نفس سے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا۔ " (بخاری و مسلم) تشریح: من قلبہ او من نفسہ میں حرف او کے ذریعے راوی نے اپنے شک کا اظہار کیا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہاں من قلبہ کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا من نفسہ کے، بہر حال دونوں کے معنی ایک ہی ہیں کیونکہ " نفس " سے مراد بھی " دل " ہی ہے نیز خالصاً من قلبہ (خلوص تہ دل) ترکیب تاکید ہی ہے، کیونکہ " خلوص " کی جگہ تہ دل یعنی دل کی گہرائی ہی ہے نہ کہ کچھ اور، اس اعتبار سے تہ دل کا دوسرا نام " خلوص " ہے پس " کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے " میں نے فلاں چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے یا میں نے فلاں بات اپنے کان سے سنی ہے۔ " حدیث میں اسعد کا لفظ " سعید " کے معنی میں ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اہل توحید میں سے نہیں ہو گا وہ آنحضرت کی شفاعت سے فیض یاب نہیں ہو گا یا من قال سے مراد وہ شخص ہے جس کے نامہ اعمال میں ایسا کوئی بھی عمل نہ ہو جس کے سبب وہ رحمت کا مستحق قرار پاسکے اور دوزخ کی آگ سے نجات پانے کا سزا وار ہو سکے، اس صورت میں ظاہر ہے کہ شفاعت کا سبب سے زیادہ ضرورت مند وہی شخص ہو گا اور شفاعت اسی کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے گی۔

مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 147 مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت جابر (رض) راوی ہیں کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا سب سے بہتر ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے بہتر دعا الحمد للہ ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) تشریح لا الہ الا اللہ سب سے افضل اس لئے ہے کہ اسلام و ایمان کے سارے وجود کی بنیاد ہی اس پر ہے اس کے بغیر نہ ایمان صحیح ہوتا ہے اور نہ اس کے بغیر کوئی مسلمان بنتا ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ تمام اذکار میں یہ کلمہ سب سے افضل اس وجہ سے ہے کہ ذکر کے باطن کو برے اوصاف سے کہ جو انسان کے باطن کے معبود ہوتے ہیں۔ پاک اور صاف کرنے میں اس کلمہ کو بڑی عجیب و عظیم تاثیر حاصل ہے ارشاد ربانی ہے آیت (افرات من اتخذ اللہ ہواہ) کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود قرار دیا ہے۔ لہذا جب ذکر لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو لا الہ کے ذریعے تو تمام معبودوں کی نفی ہوتی ہے اور لا الہ کے ذریعے صرف ایک معبود حقیقی یعنی اللہ کا اقرار ہوتا ہے اور پھر جب زبان سے یہ کلمہ ادا ہوتا ہے تو اس کی تاثیر ظاہری زبان سے دل کی گہرائیوں کی رجوع کرتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان سے تمام باطل معبودوں کی نفی اور ایک حقیقی معبود کا اقرار یقین و اعتقاد کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو اس کے قلب و باطن کو روشن و منور کر کے تمام برے و باطنی اوصاف کو صاف کر دیتا ہے اور آخر کار یہی تاثیر اس کے ظاہری اعضاء پر غالب آجاتی ہے کہ اس کے ظاہری اعضاء سے وہی اعمال و افعال صادر ہوتے ہیں جو اس اقرار و اعتقاد کا عین تقاضہ عین منشاء ہوتے ہیں۔ الحمد للہ کو دعا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ کریم کی تعریف دعا و سوال کے زمرہ میں ہی آتی ہے اور اس کو افضل اس وجہ سے بتایا گیا ہے کہ منعم حقیقی یعنی اللہ کی حمد شکر کے معنی میں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شکر نعمت و برکت میں زیادتی کا موجب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: آیت (لئن شکرتم لازیدنکم)۔ اور اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ نعمت دوں گا۔

مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 836 مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت ابی بن کعب (رض) سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "والزہم کلمۃ التقویٰ" میں کلمہ تقویٰ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 1375 حدیث مرفوع مکررات 0 متفق علیہ 0

کلمۃ التَّقْوٰی کا ذکر قرآن کی سورۃ الفتح میں آیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ
سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَكَانُوا أَحَقَّ
بِهَا وَأَھْلَھَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۲۶﴾

جب کافر لوگوں نے اپنے دلوں میں متکبرانہ ہٹ دھرمی رکھ لی (جو کہ) جاہلیت کی ضد اور غیرت (تھی) تو اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مومنوں پر اپنی خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں کلمۃ تقویٰ پر مستحکم فرمادیا اور وہ اسی کے زیادہ مستحق تھے اور اس کے اہل (بھی) تھے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری (رض) راوی ہیں کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ پروردگار! مجھے کوئی ایسی چیز سکھلا دے جس کے ذریعہ میں تجھے یاد کروں اور تجھ سے دعا مانگوں پروردگار نے فرمایا موسیٰ! لا الہ الا اللہ کہو! موسیٰ نے عرض کیا میرے پروردگار! تیرے تمام بندے یعنی موحدین یہ کلمہ کہتے ہیں میں تو کوئی ایسی چیز چاہتا ہوں جسے تو میرے ہی لئے مخصوص کر دے۔ جس میں میرا اور کوئی شریک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان کے سارے مکین یعنی تمام فرشتے اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لا الہ الا اللہ یعنی اس کا ثواب دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً ان چیزوں کے پلڑے سے لا الہ الا اللہ کا پلڑا جھک جائے۔ (شرح السنہ)

مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 839 مکررات 0 متفق علیہ 0

" اور حضرت ابوذر غفاری (اصل نام جندب بن جنادہ ہے اور ابوذر غفاری کی کنیت سے مشہور ہیں، آپ مکہ میں بالکل ابتداء اسلام میں ایمان سے بہرہ ور ہو گئے تھے۔ آپ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا ہے) - فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے (اس وقت تو میں واپس چلا آیا) پھر دوبارہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی

خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیدار ہو چکے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (مجھ کو دیکھ کر) فرمایا جس آدمی نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ (یعنی اللہ کی وحدانیت کا سچے دل سے اعتراف و اقرار کیا) اور اسی عقیدہ پر اس کا انتقال ہو گیا تو وہ ضرور جنت میں داخل کیا جائے گا" میں نے عرض کیا "اگرچہ اس نے چوری اور زنا (جیسے بڑے گناہوں) کا ارتکاب کیا ہو؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں، خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو۔ میں نے پھر (تعجب سے) سوال کیا، اگرچہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب ہی کیوں نہ کیا ہو؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو؟ میں نے (پھر تیسری بار بہت حیرت سے) عرض کیا، اگرچہ اس نے چوری اور زنا کے جرم کا ارتکاب کیا ہو؟ (تیسری مرتبہ بھی) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہی فرمایا "ہاں خواہ وہ چوری اور زنا کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو اور خواہ ابوذر کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) جب بھی حضرت ابوذر یہ حدیث بیان کرتے (بطور فخر) اس آخری فقرہ "خواہ ابوذر کو کتنا ہی ناگوار گزرے" ضرور نقل کرتے تھے۔" (صحیح البخاری و صحیح مسلم) تشریح بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے اور اس کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے فضل و کرم سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اس آدمی کو جنت میں داخل کر دے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا تھا مگر مرتے وقت اس کا دل ایمان و یقین کی روشنی سے منور تھا، تاہم محدثین اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اس کی بخشش و مغفرت اس کے ایمان کی بنا پر تو ہر حال میں ہوگی یعنی اس کو ابدی نجات سے سرفراز کیا جائے گا مگر دنیا میں اس نے جو گناہ کئے ہوں گے اور جن بد اعمالیوں کا مرتکب ہوا ہو گا پہلے ان کی سزا اس کو بھگتنی ہوگی۔ چنانچہ ابوذر غفاری کو اسی لئے تعجب ہو رہا تھا اور وہ بار بار پوچھ رہے تھے کہ کیا کوئی آدمی محض اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان و اقرار کے بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا خواہ اس نے شریعت کی اطاعت نہ کی ہو اور بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب رہا ہو؟ مگر حقیقت میں نگاہ نبوت اللہ کی وسیع و بہت زیادہ رحمت کو دیکھ رہی تھی کہ بڑے بڑے سرکش اور بدکار انسان جنہوں نے پوری زندگی اللہ و رسول کے احکام سے سرکشی میں گزاری، جن کی عمر کا کوئی حصہ شریعت کی اطاعت میں نہیں گزرا انہوں نے جب آخر میں ندامت و شرمندگی اور خلوص دل سے توبہ کر لی اور مرتے وقت ان کا دل ایمان و یقین کے نور سے منور ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت نے اس توبہ و انابت اور ایمان و یقین کی بدولت جس نے سچائی اور اخلاص کے ساتھ ان کے اندر کی دنیا میں

لمحہ میں انقلاب برپا کر دیا تھا ان کی پوری زندگی کی سرکشی اور بدکاریوں کو معاف کر دیا اور اپنے فضل و احسان کے سایہ میں لے کر ان کو ابدی نجات سے سرفراز کر دیا۔

مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 24 مکررات 0 متفق علیہ 0

صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 791 حدیث متواتر حدیث مرفوع مکررات 28 متفق علیہ 16

مسند احمد: جلد چہارم: حدیث نمبر 1532 حدیث قدسی مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت ابو ہریرہ (رض) سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر میرے بندے میری اطاعت کرنے لگیں تو میں رات کو انہیں بارش سے سیراب کروں دن میں ان پر سورج کو روشن کروں اور انہیں بادلوں کی گرج نہ سناؤں۔ اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا حسن ظن بھی حسن عبادت کا ایک حصہ ہے۔ اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم اپنے ایمان کی تجدید کیسے کر سکتے ہیں؟ لا الہ الا اللہ کی کثرت کیا کرو۔

حضرت ابو ہریرہ (رض) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایمان کے چونسٹھ شعبے ہیں جن میں سب سے افضل اور اعلیٰ لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ہلکا شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ مسند احمد: جلد چہارم: حدیث نمبر 1749 حدیث مرفوع مکررات 48 متفق علیہ 3

حضرت ابو ہریرہ (رض) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں جن میں سب سے افضل اور اعلیٰ لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ہلکا شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔

مسند احمد: جلد چہارم: حدیث نمبر 2550 حدیث مرفوع مکررات 48 متفق علیہ 3

سليمان بن عمرو (رح) جو یتیمی کی حالت میں حضرت ابوسعید خدری (رض) کے زیر پرورش تھے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری (رض) کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ فرمان بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جہنم کے اوپر پل صراط قائم کیا جائے گا، جس پر "سعدان" جیسے کانٹے ہوں گے، پھر لوگوں کو اس کے اوپر سے گزارا جائے گا مسلمان اس سے نجات پا جائیں گے، کچھ زخمی ہو کر بچ نکلیں گے، کچھ ان سے الجھ کر جہنم میں گر پڑیں گے۔ جب اللہ اپنے بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا تو مسلمانوں کو کچھ لوگ نظر نہ آئیں گے جو دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے تھے، ان ہی کی طرح نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزہ رکھتے، حج کرتے اور جہاد کرتے تھے، چنانچہ وہ بارگاہ الہی میں عرض کریں گے کہ پروردگار! آپ کے کچھ بندے دنیا میں ہمارے ساتھ ہوتے تھے، ہماری طرح نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزہ رکھتے، حج کرتے اور جہاد کرتے تھے، لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آ رہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جہنم کی طرف جاؤ اور ان میں سے جتنے لوگ جہنم میں ملیں، انہیں اس میں سے نکال لو، چنانچہ وہ جائیں گے تو دیکھیں گے کہ انہیں جہنم کی آگ نے ان کے اعمال کے بقدر اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، کسی کو قدموں تک، کسی کو نصف پنڈلی تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو تہبند تک، کسی کو چھاتیوں تک اور کسی کو گردنوں تک، لیکن چہروں پر اس کی لپٹ نہیں پہنچی ہوگی، وہ مسلمان انہیں اس میں سے نکالیں گے، پھر انہیں "ماءِ حیات" میں ڈال دیا جائے گا۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ماءِ حیات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اہل جنت کے غسل کرنے کی نہر، وہ اس میں غسل کرنے سے اس طرح آگ آئیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے پر خود رو گھاس آگ آتی ہے، اس کے بعد انبیاء کرام ہر اس شخص کے حق میں سفارش کریں گے جو "لا الہ الا اللہ" کی گواہی خلوص قلب سے دیتے ہوں گے اور انہیں بھی جہنم میں سے نکال لیا جائے گا، پھر اللہ اہل جہنم پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے گا اور اس میں کوئی ایک بندہ بھی ایسا نہ چھوڑے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان موجود ہوگا۔

مسند احمد: جلد پنجم: حدیث نمبر 99 حدیث قدسی حدیث متواتر مکررات 60 متفق علیہ 23

حضرت انس (رض) سے مروی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قیامت کے دن سارے مسلمان

اکٹھے ہوں گے ان کے دل میں یہ بات ڈالی جائے گی اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے پروردگار کے سامنے کسی کی سفارش لے کر جائیں تو شاید وہ ہمیں اس جگہ سے راحت عطاء فرمادے، چنانچہ وہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے پاس جائیں اور ان سے کہیں گے کہ اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے، لہذا آپ ہمارے رب سے سفارش کر دیں کہ وہ ہمیں اس جگہ سے نجات دے دے۔ حضرت آدم (علیہ السلام) جواب دیں گے کہ میں تو اس کا اہل نہیں ہوں اور انہیں اپنی لغزش یاد آ جائے گی اور وہ اپنے رب سے حیا کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم حضرت نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ، کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ نے اہل زمین کی طرف بھیجا تھا، چنانچہ وہ سب لوگ حضرت نوح (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کر دیجئے، وہ جواب دیں گے کہ تمہارا گوہر مقصود میرے پاس نہیں ہے، تم حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ، کیونکہ اللہ نے انہیں اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ سب لوگ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے وہ بھی یہی کہیں گے کہ تمہارا گوہر مقصود میرے پاس نہیں ہے البتہ تم حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ، کیونکہ اللہ نے ان سے براہ راست کلام فرمایا ہے اور انہیں تورات دی تھی، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) بھی معذرت کر لیں گے کہ میں نے ایک ناحق شخص کو قتل کر دیا تھا البتہ تم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ، وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا کلمہ اور روح تھے لیکن حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بھی معذرت کر لیں گے اور فرمائیں گے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہاری سفارش کریں گے جن کی اگلی پچھلی لغزشیں اللہ نے معاف فرمادی ہیں۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں کہ میں اپنے پروردگار کے پاس حاضری کی اجازت چاہوں گا جو مجھے مل جائے گی میں اپنے رب کو دیکھ کر سجدہ ربیز ہو جاؤں گا، اللہ جب تک چاہے گا مجھے سجدے ہی کی حالت میں رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! سر اٹھائیے، آپ جو کہیں گے اس کی شنوائی ہوگی، جو مانگیں گے وہ ملے گا اور جس کی سفارش کریں گے قبول کر لی جائے گی، چنانچہ میں اپنا سر اٹھا کر اللہ کی ایسی تعریف کروں گا جو وہ خود مجھے سکھائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو اللہ میرے لئے ایک حد مقرر فرمادے گا اور میں انہیں جنت میں داخل کروا کر دوبارہ آؤں گا، تین مرتبہ اسی طرح ہوگا، چوتھی مرتبہ میں کہوں گا کہ پروردگار! اب صرف وہی لوگ باقی بچے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔ چنانچہ وہ جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو اور اس کے دل

میں جو کے دانے کے برابر بھی خیر موجود ہو، پھر جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی خیر موجود ہو اور جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو اور اس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی خیر موجود ہو۔

مسند احمد: جلد پنجم: حدیث نمبر 1150 حدیث قدسی حدیث متواتر مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت انس (رض) سے مروی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت معاذ بن جبل (رض) سے فرمایا یاد رکھو! لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوا فوت ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسند احمد: جلد پنجم: حدیث نمبر 1322 حدیث مرفوع مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت ابوذر (رض) سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے کوئی وصیت فرمائیے، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی کر لیا کرو جو اس گناہ کو مٹا دے میں نے عرض کیا کہ لا الہ الا اللہ کہنا نیکیوں میں شامل ہے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا یہ تو سب سے افضل نیکی ہے۔

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 1586 حدیث مرفوع مکررات 0 متفق علیہ 0

کثیرہ بن مرہ کہتے ہیں کہ کہ اپنے مرض الوفات میں حضرت معاذ بن جبل (رض) نے ہم سے فرمایا کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک حدیث سن رکھی ہے جو میں اب تک تم سے چھپاتا رہا ہوں (اب بیان کر رہا ہوں) میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دنیا سے رخصتی کے وقت جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 2098 حدیث مرفوع مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت ام سلمہ (رض) سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات کو نیند سے بیدار ہوئے تو یہ فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ آج رات کتنے خزانے کھولے گئے ہیں لا الہ الا اللہ آج رات کتنے فتنے نازل ہوئے ہیں، ان حجرے والیوں کو کون جگائے گا ہائے دنیا میں کتنی ہی کپڑے پہننے والی عورتیں ہیں جو آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 6448 حدیث مرفوع مکررات 9 متفق علیہ 6

(۲۱۵۶) حضرت اسود فرماتے ہیں کہ حضرت بلال کی اذان کے آخری کلمات یہ تھے: لا الہ الا اللہ۔

ابن ابی شیبہ: جلد اول: حدیث نمبر 2156 مکررات 0 متفق علیہ 0

حضرت ابن عمرو (رض) سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی آدمی آیا جس نے بڑا قیمتی جبہ جس پر دیباچہ و ریشم کے بٹن لگے ہوئے تھے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تمہارے اس ساتھی نے تو مکمل طور پر فارس ابن فارس (نسلی فارسی آدمی) کی وضع اختیار کر رکھی ہے ایسا لگتا ہے کہ جسے اس کے یہاں فارسی نسل کے ہی بچے پیدا ہوں گے اور چرواہوں کی نسل ختم ہو جائے گی پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کے جبے کو مختلف حصوں سے پکڑ کر جمع کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے جسم پر بیوقوفوں کا لباس نہیں دیکھ رہا؟ پھر فرمایا اللہ کے نبی حضرت نوح (علیہ السلام) کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں جس میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے روکتا ہوں حکم تو اس بات کا دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے رہنا کیونکہ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور لا الہ الا اللہ کو دوسرے پلڑے میں تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک مبہم حلقہ ہوتیں تو لا الہ الا اللہ انہیں خاموش کر دیتا اور دوسرا یہ کہ سبحان اللہ و بحمدہ کا ورد کرتے رہنا کہ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اس کے ذریعے مخلوق کو رزق ملتا ہے۔ اور روکتا شرک اور تکبر سے ہوں میں نے یا کسی اور نے پوچھا یا رسول اللہ شرک تو

ہم سمجھ گئے تکبر سے کیا مراد ہے؟ کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کے پاس دو عمدہ تسموں والے دو عمدہ جوتے ہوں؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نہیں پھر پوچھا کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کا لباس اچھا ہو؟ فرمایا نہیں سائل نے پھر پوچھا کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کے پاس سواری ہو جس پر وہ سوار ہو سکے؟ فرمایا نہیں سائل نے پوچھا کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کے ساتھی ہوں جن کے پاس جا کر وہ بیٹھا کرے؟ فرمایا نہیں سائل نے پوچھا یا رسول اللہ پھر تکبر کیا ہے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا حق بات کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 2080 حدیث مرفوع مکررات 2 متفق علیہ 0

حضرت ابو ہریرہ (رض) کہتے ہیں کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب کوئی بندہ خلوص قلب کے ساتھ یعنی بغیر ریا کے لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کلمہ کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچتا ہے یعنی جلد قبول ہوتا ہے بشرطیکہ وہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ تشریح کبیرہ گناہوں سے بچنا جلدی قبول ہونے کی شرط ہے اصل ثواب کی شرط نہیں یعنی یہ کلمہ بارگاہ حق جل مجدہ میں اس وقت جلدی قبول ہوتا ہے جب کہ یہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچے اور اصل ثواب اسے بہر صورت ملتا ہے خواہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچے یا نہ بچے۔

مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 845 مکررات 0 متفق علیہ 0

قتیبہ بن سعید، اسماعیل بن جعفر، عمرو، سعید بن ابی سعید مقبری، حضرت ابو ہریرہ (رض) روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون شخص حاصل کرے گا آپ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ میرا خیال تھا کہ تم سے پہلے کوئی شخص مجھ سے اس بات کے متعلق سوال نہیں کرے گا۔ اس سبب سے کہ میں نے تم کو حدیث پر بہت زیادہ حریص دیکھا قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حق حاصل کرنے والا وہ شخص ہو گا جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خلوص دل سے کہا ہو۔

صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1514 حدیث متواتر حدیث مرفوع مکررات 5 متفق علیہ 3

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ بھی دل سے حق سمجھ کر کہے اور اسی حالت پر اس کی موت آئے تو اللہ تعالیٰ اس پر ضرور جہنم کی آگ حرام فرمادیں گے، وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے

مستدرک حاکم

اب اس حرز کی خاص تسبیحات کا بھی ذکر ہو جائے جو اہل حق کے ہاں مقبول و مروج ہے

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ حدیث پہنچی کہ جو آدمی لا الہ الا اللہ ستر ہزار مرتبہ پڑھے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح جس آدمی کے لئے پڑھا جائے اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے چنانچہ میں اس کلمہ کو روایت کردہ عدد کے مطابق خاص طور سے کسی کے لئے نیت کئے بغیر پڑھا کرتا تھا اتفاق سے ایک دن میں ایک جگہ دعوت میں گیا وہاں میرے چند رفیق بھی تھے اس میں سے ایک آدمی جو ان تھا جو کشف کے سلسلے میں بہت مشہور تھا کھانے کے دوران اچانک وہ رونے لگا میں نے حیرت زدہ ہو کر اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں (کشف کے ذریعہ) دیکھ رہا ہوں کہ میری ماں عذاب میں مبتلا ہے یہ سنتے ہی میں نے کلمہ مذکورہ کا ثواب دل ہی دل میں اس کی ماں کے لئے بخش دیا اب وہ ہنسنے لگا اور اس نے کہا کہ "اب میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔" اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد آدمی محی الدین ابن عربی نے فرمایا کہ اس آدمی کے کشف کے صحیح ہونے سے میں نے اس حدیث کو صحیح جانا اور اس حدیث کے صحیح ہونے سے اس آدمی کے کشف کو صحیح مانا۔"

مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1112 مکررات 0 متفق علیہ 0

اسی سے ملتے جلتے واقعات کتاب مجربات دیربی میں امام دیربی نے اور کتاب فضائل اعمال میں شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی صاحب نے بھی رقم کیے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بزرگان صوفیہ کے چلا آیا اور وہی ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... ستر ہزار بار ہے اور وہی لوگ ذکر کرتے ہیں جو کوئی اس ذکر کا عمل کرے گا تو حق تعالیٰ بواسطہ اس ذکر کے اس کی گردن کو جہنم سے آزاد کرے گا اور اسی کے بھاء سے حق تعالیٰ نے اس کی ذات کو خرید کیا ہے یعنی نکال لیا ہے آتش دوزخ سے اور وہ لوگ اس ذکر عمل و فعل پر محافظت کرتے ہیں اپنے نفس کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ان کے اہل میں سے مر گئے ہیں واسطے اپنے برادران کے اور اسی عمل کو امام یافعی و عارف کبیر محبوس ابن عربی نے ذکر کیا ہے اور وصیت کی ہے اور محافظت کے اور بزرگوار صوفیہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ دربارہ اس عمل کے خبر نبوی بھی وارد ہوئی ہے اور انہیں لوگوں نے یہ بھی حکایت کی ہے کہ ایک جوان صالح تھا اہل کشف سے کہ اس کی ماں مر گئی تو اس نے بشور تمام بکا کی اور اس پر ایسا شش طاری ہوا کہ وہ میویش کر کر پڑا چنانچہ لوگوں نے سبب اس شدت کے زار و نالے سے سوال کیا تو اس نو جوان نے بیان کیا کہ میں نے اپنی مادر کو آتش دوزخ میں دیکھا ہے اس وقت ایک مرد مشائخ صوفیہ میں سے وہاں حاضر تھا اور وہ عمل ستر ہزار بار کر چکا ہے اور ارادہ رکھتا تھا کہ اس عمل کو اپنی ذات کے لئے موہوب و مبدول کرے یعنی اس کا نفع اپنے واسطے رکھے تو جس وقت اس صوفی نے اس قول کو اس جوان سے سنا تو اپنے دل میں کہنے لگا یا اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ستر ہزار بار کہا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو از برائے نفس خود ذخیرہ و اندوختہ کروں مگر میں تجھ کو شاید کرتا ہوں اس امر کو کہ میں نے اس عمل کے بنا سے اس جوان کی ماں کو مول لیا اور چھڑا لیا آتش دوزخ سے چنانچہ ہنوز یہ کلمہ ورد اس کا تمام نہ ہوا تھا کہ جوان ہنسا اور سرور ہوا اور بولا الحمد للہ میں اپنی والدہ کو دیکھتا ہوں کہ وہ آتش دوزخ سے نکل گئی ہے اور اس کو طرف جنت کے لے جانے کا حکم ہوا ہے پھر اس شیخ عامل نے کہا کہ اس بات سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک صدق صحت خبر نبوی اور دیگر صداقت

کشف جوان کی اتنی لیکن بابت حدیث مذکورہ کے بعض مشائخ نے کہا ہے جس قدر علم مجھ کو حاصل ہے اس عمل کی بابت سنت نبوی وارد نہیں ہوئی ہے تحقیق کہ میں حافظ ابن جریری اللہ عنہ کے صورت سوال اس حدیث سے واقف ہوا ہوں اور وہ حدیث یہ ہے۔ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبْعِينَ أَلْفًا فَقَدْ اشْتَرَىٰ نَفْسَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَىٰ..... سوال یہ ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے یا ضعیف ہے اور اس کی صورت جواب پر بھی میں واقف ہوا ہوں کہ یہ حدیث صحیح نہ صحیح ہے نہ حسن و ضعیف بلکہ باطل اور وضع کی ہوئی ہے لہذا روایت کرنا اس کا صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ حال اس حدیث کا بیان کر دے یعنی یہ بھی ساتھ ساتھ کہہ دے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اتنی اور اسی طرح اس باب میں میں نجم الغیبی اور عقبہ نے کہا ہے چنانچہ قول ان کا یہ ہے کہ ہر شخص کو اس عمل کا کرنا مرادوار ہے بنا پر پیروی بزرگان صوفیہ کے اور از برائے بھاء آوری اس شخص کے جس شخص نے اس عمل کی وصیت کی ہے اور لازم ہے برکت حاصل کرنا ان کے افعال سے

(مغربات دیرینی)

شیخ ابو یزید قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نو جوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نو جوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی، مگر وہ نو جوان فوراً کہنے لگا کہ چچا! میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے: ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا، دوسرے اس نو جوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

(فضائل اعمال)

ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ کی تعداد کے بارے میں کوئی خاص تسبیح کا ذکر میری نظر سے نہیں گزرا ہے۔ میری مطابق شاید ستر ہزار کی تعداد مندرجہ ذیل حدیث سے اخذ کی گئی ہو۔

(۳۵۲۸۸) حضرت حسن قرآن کریم کی آیت { كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا } کے متعلق فرماتے ہیں ایک جہنمی کو دن میں ستر ہزار مرتبہ آگ میں جلایا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ: جلد نہم: حدیث نمبر 4344 مکررات 0 متفق علیہ 0

حرف آخر

کلمہ حق "لا الہ الا اللہ" جیسا کہ احادیث مبارکہ میں آچکا ہے افضل الذکر ہے اور اسکی تجدید کرتے رہنے کے بارے میں بھی حدیث کا ذکر آچکا ہے۔ اہل حق کے ہاں یہ ایک بہترین وظیفہ درنجات آتش جہنم ہے۔ خلوص دل سے کی گئی ایک تسبیح بھی اس عمل کی کامیاب و کامران کروا سکتی ہے۔ رہی بات ستر ہزار یا سو الاکھ بار اس کلمہ حق ذکر کی تو یہ ایک زبردست تسبیح ہے۔ گنتی کے اعداد و شمار باعث اطمینان و سکون قلب ہے ورنہ تو یہ ذکر جتنی بار بھی ورد میں رکھا جائے درجات کی بلندی میں اضافہ در اضافہ ہے۔

شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی صاحب نے کتاب فضائل اعمال (رسالہ فضائل ذکر) باب دوم "کلمہ طیبہ کے فضائل" میں کلمہ حق "لا الہ الا اللہ" پے شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ اس باب کا مکمل بیان آئندہ صفحات میں بطور ضمیمہ ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ تشنگی نہ رہے۔

محمد ارشد

دوسرا باب

کلمہ طیبہ

کلمہ طیبہ جس کو کلمہ توحید بھی کہا جاتا ہے جس کثرت سے قرآن پاک اور حدیث شریف میں ذکر کیا گیا ہے شاید ہی اس کثرت سے کوئی دوسری چیز ذکر کی گئی ہو اور جب کہ اصل مقصود تمام شرائع اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے توحید ہی ہے تو پھر جتنی کثرت سے اس کا بیان ہو وہ قرین قیاس ہے۔ قرآن پاک میں مختلف عنوانات اور مختلف ناموں سے اس پاک کلمہ کو ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ کلمہ طیبہ، قول ثابت، کلمہ تقویٰ، مَقَالِیْدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں) وغیرہ الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ آئندہ آیات میں آرہا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء میں نقل کیا ہے کہ یہ کلمہ توحید ہے، کلمہ اخلاص ہے، کلمہ تقویٰ ہے، کلمہ طیبہ ہے، عروۃ الوثقیٰ ہے، عروۃ الحق ہے، ثمن الجنة ہے، اور چونکہ قرآن پاک میں مختلف عنوانات سے اس کو ذکر فرمایا گیا ہے اس لئے اس باب کو تین فصلوں پر منقسم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں ان آیات کا ذکر ہے جن میں کلمہ طیبہ مراد ہے اور کلمہ طیبہ کا لفظ نہیں ہے، اس لئے ان آیات کی مختصر تفسیر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خود سید البشر علیہ افضل الصلوات والسلام سے نقل کی گئی ہے۔ دوسری فصل میں ان آیات کا حوالہ ہے جن میں کلمہ طیبہ پورا یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تمام کا تمام ذکر کیا گیا ہے یا کسی معمولی تغیر کے ساتھ جیسے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اور چونکہ ان میں یہ کلمہ خود ہی موجود ہے یا اس کا ترجمہ دوسرے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے اس لئے ان آیات کے ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی، صرف حوالہ سورت اور رکوع پر اکتفا کیا گیا اور تیسری فصل میں ان احادیث کا ترجمہ اور مطلب ذکر کیا گیا جن میں اس پاک کلمہ کی ترغیب اور حکم فرمایا گیا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

فصل اول

ان آیات میں جن میں لفظ کلمہ طیبہ کا نہیں ہے اور مراد کلمہ طیبہ ہے۔

(۱) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۚ تُؤْتِي أُكْلَهَا كُلَّ حِينٍ ۚ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ (ابراہیم: ۲۵-۲۶)

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک عمدہ پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ زمین کے اندر گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اوپر آسمان کی طرف جا رہی ہوں اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہو (یعنی خوب پھلتا ہو) اور اللہ تعالیٰ مثالیں اس لئے بیان فرماتے ہیں

تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں۔ اور خبیث کلمہ (یعنی کلمہ کفر) کی ایسی مثال ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اور اس کو زمین میں کچھ ثبات نہ ہو۔

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ سے کلمہ شہادت ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مراد ہے جس کی جڑ مومن کے دل میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں کہ اس کی وجہ سے مومن کے اعمال آسمان تک جاتے ہیں اور کلمہ خبیثہ شرک ہے کہ اس کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ ایک دوسری حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر وقت پھل دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دن رات ہر وقت یاد کرتا ہو۔ حضرت قتادہ تابعی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مالدار (صدقات کی بدولت) سارا ثواب اڑالے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بھلا بتا تو سہی کہ اگر کوئی شخص سامان کو اوپر نیچے رکھتا چلا جائے تو کیا آسمان پر چڑھ جائے گا؟ میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جس کی جڑ زمین میں ہو اور شاخیں آسمان پر، ہر نماز کے بعد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ

اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ“ دس دس مرتبہ پڑھا کر۔ اس کی جز زمین میں ہے اور شائیں آسمان پر۔

(۲) مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے (وہ اللہ ہی

جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ سے عزت حاصل کرے کیونکہ) ساری

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ط (الفاطر: ۱۰) عزت اللہ ہی کے واسطے ہے، اسی تک

اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل ان کو پہنچاتا ہے۔

ف: اچھے کلموں سے مراد بہت سے مفسرین کے نزدیک ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے جیسا کہ عام مفسرین نے نقل کیا ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد کلمات تسبیح ہیں جیسا کہ دوسرے باب میں آئے گا۔

(۳) وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف

(واعتماد) کے اعتبار سے پورا ہے۔

(الانعام: ۱۱۵)

ف: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رب کے کلمہ سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے کلام اللہ شریف مراد ہے۔

(۴) يُشَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (ابراہیم: ۲۷)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) سے دنیا اور آخرت دونوں میں مضبوط رکھتا ہے اور کافروں کو دونوں جہان

میں بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ف: حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو مسلمان ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کی گواہی دیتا ہے، آیت شریفہ میں پکی بات سے یہی مراد ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد قبر کا سوال جواب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مرتا ہے تو فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں، اس کو سلام کرتے ہیں، جنت کی خوشخبری

دیتے ہیں۔ جب وہ مرجاتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ جاتے ہیں، اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور جب دفن ہو جاتا ہے تو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال جواب ہوتے ہیں، جن میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ تیری گواہی کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ یہی مراد ہے آیت شریفہ میں۔ حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کئی بات سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے اور آخرت میں قبر کا سوال جواب مراد ہے۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

(۵) لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٌ كَفِّهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (الرعد: ۱۴)

سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی

طرف پھیلائے (اور اس پانی کو اپنی طرف بلائے) تاکہ وہ اس کے منہ تک آجائے اور وہ (پانی اُڑ کر) اس کے منہ تک آنے والا کسی طرح بھی نہیں اور کافروں کی درخواست محض بے اثر ہے۔

ف: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے مراد توحید یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے شہادت ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی مراد ہے۔ اسی طرح ان کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

(۶) قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ط فَإِنْ تَوَلَّوْا

(اے محمد!) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے، وہ یہ کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم

فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے خداوند تعالیٰ کو چھوڑ کر۔ پھر اس کے بعد بھی وہ اعراض کریں تو تم کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم لوگ تو مسلمان ہیں۔

ف: آیت شریفہ کا مضمون خود ہی صاف ہے کہ کلمہ سے مراد تو حید اور کلمہ طیبہ ہے۔ حضرت ابو العالیہ اور مجاہد رحمہما سے صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ کلمہ سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔

(۷) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ طَوَلَوْا أَمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ طَبْنَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَكَثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ (آل عمران: ۱۱۰)

(اے امت محمد ﷺ!) تم لوگ (سب اہل مذاہب سے) بہترین جماعت ہو کہ وہ جماعت جو لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں (جو ایمان لے آئے) لیکن اکثر حصہ ان میں سے کافر ہے۔

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ“ (اچھی بات کا حکم کرتے ہو) کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حکم کرتے ہو کہ وہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی گواہی دیں اور اللہ کے احکام کا اقرار کریں اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ساری اچھی چیزوں میں سے بہترین چیز ہے اور سب سے بڑھی ہوئی۔

(۸) وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلْفَا مِّنَ اللَّيْلِ ط إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرُنِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا ۝ (ہود: ۱۱۴)

(اور محمد ﷺ!) آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں۔ بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں

(نامہ اعمال سے) بُرے کاموں کو، یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

ف: اس آیت شریفہ کی تفسیر میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں حضور ﷺ نے آیت شریفہ کی توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکیاں (اعمال نامہ سے) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمادیجئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو، جب کوئی برائی صادر ہو جائے فوراً کوئی بھلائی اس کے بعد کرو تا کہ اس کی مکافات ہو جائے اور وہ زائل ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ بھی نیکیوں میں شمار ہے یعنی اس کا ورد، اس کا پڑھنا بھی اس میں داخل ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو نیکیوں میں افضل ترین چیز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ رات میں یا دن میں کسی وقت بھی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھتا ہے اس کے اعمال نامہ سے برائیاں دھل جاتی ہیں۔

(۹) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں عدل کا
وَأَيُّسَائِي ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النحل: ۹۰)
اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا
اور منع فرماتے ہیں فحش باتوں سے اور
بری باتوں سے اور کسی پر ظلم کرنے سے۔

حق تعالیٰ شاہد تم کو نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت کو قبول کرو۔

ف: عدل کے معنی تفاسیر میں مختلف آئے ہیں۔ ایک تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے کہ عدل سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا اقرار کرنا ہے اور احسان سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے۔

(۱۰) يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ
أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ
اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی
(پکی) بات کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال
اچھے کر دے گا اور گناہ معاف فرما دے گا

يُطِيعُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

ف: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما دونوں حضرات سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ ”قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا“ کے معنی یہ ہیں کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ پکے اعمال تین چیزیں ہیں: ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا (غمی ہو یا خوشی، تنگی ہو یا فراخی)، دوسرے اپنے بارے میں انصاف کا معاملہ کرنا (یہ نہ ہو کہ دوسروں پر تو زور دکھائے اور جب کوئی اپنا معاملہ ہو تو ادھر ادھر کی کہنے لگے)، تیسرے بھائی کے ساتھ مالی ہمدردی کرنا۔

(۱۱) قَبَشِرْ عِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (الزمر: ۱۷، ۱۸)

پس آپ میرے ایسے بندوں کو خوش خبری سنا دیجئے جو اس کلام پاک کو کان لگا کر سنتے ہیں، پھر اس کی بہترین باتوں کا اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔

ف: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم؛ یہ تینوں حضرات جاہلیت کے زمانہ ہی میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھا کرتے تھے اور یہی مراد ہے اس آیت شریفہ میں ”أَحْسَنَ الْقَوْلِ“ سے۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے قریب ہی منقول ہے کہ یہ آیتیں ان تین آدمیوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں بھی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھا کرتے تھے۔ زید بن عمرو بن نفیل اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔

(۱۲) وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالصَّدَقِ وَصَدَّقُوا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ ۚ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝

اور جو لوگ (اللہ کی طرف سے یا اس کے رسول کی طرف سے) سچی بات لے کر آئے اور خود بھی اس کی تصدیق کی (اس کو سچا

لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ (الزمر: ۳۳، ۳۴، ۳۵)

جانا تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں، یہ لوگ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے۔ یہ بدلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بُرے اعمال کو ان سے دور کر دے (اور مُعاف کر دے) اور نیک کاموں کا بدلہ (ثواب) دے۔

ف: جو لوگ اللہ کی طرف سے لانے والے ہیں وہ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جو لوگ اس کے رسول کی طرف سے لانے والے ہیں وہ علماء کرام ہیں (شُكِّرَ اللَّهُ مَعَهُمْ)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سچی بات سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔ بعض مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ ”الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ“ (جو شخص سچی بات اللہ کی طرف سے لے کر آیا) سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں اور ”صَدَّقَ بِهِ“ (وہ لوگ جنہوں نے اس کی تصدیق کی) سے مراد مؤمنین ہیں۔

(۱۳) إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُومِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَىٰ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ۝ نَزَّلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (حم السجدة: ۳۰، ۳۱، ۳۲)

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ (جَلَّ جَلَالُهُ) ہے، پھر مستقیم رہے (یعنی جے رہے، اس کو چھوڑا نہیں) ان پر فرشتے اتریں گے (موت کے وقت اور قیامت میں یہ کہتے ہوئے) کہ نہ اندیشہ کرو، نہ رنج کرو اور خوشخبری لو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم تمہارے رفیق تھے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور آخرت میں تمہارے

لئے جس چیز کو تمہارا دل چاہے وہ موجود ہے اور وہاں جو تم مانگو گے وہ ملے گا (اور یہ سب انعام و اکرام) بطور مہمانی کے ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کی طرف سے (کہ تم اس کے مہمان ہو گے اور مہمان کا اکرام کیا جاتا ہے)

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”ثُمَّ اسْتَقَامُوا“ کے معنی یہ ہیں کہ پھر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے اقرار پر قائم رہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت مجاہد رحمہما سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ پھر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پر مرنے تک قائم رہے، شرک وغیرہ میں مبتلا نہیں ہوئے۔

(۱۴) وَمَنْ أَحْسَنَ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (آدم السجده: ۲۳)

بات کی عمدگی کے لحاظ سے کون شخص اس سے اچھا ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

ف: حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ”دَعَا إِلَى اللَّهِ“ سے مؤذن کا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا مراد ہے۔ عاصم بن ہبیرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب تو اذان سے فارغ ہو تو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ“ کہا کر۔

(۱۵) فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالزَّوْجَاتِ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلُهَا (الفتح: ۲۶)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینہ (سکون تحمل یا خاص رحمت) اپنے رسول پر نازل فرمائی اور مومنین پر اور ان کو تقویٰ کے کلمہ پر (تقویٰ کی بات پر) جمائے رکھا اور وہی

اسی تقویٰ کے کلمہ کے مستحق تھے اور اہل تھے۔

ف: تقویٰ کے کلمہ سے مراد اکثر روایات میں یہی وارد ہوا ہے کہ کلمہ طیبہ ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ و حضرت سلمہ رضی اللہ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے اور حضرت ابی بن کعب، حضرت علی، حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی نقل کیا گیا ہے۔ عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے پورا کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ نقل کیا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ“ بھی نقل کیا گیا ہے۔ ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔

(۱۶) هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمن: ۶۱، ۶۰)
 بھلا احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور بھی
 کچھ ہو سکتا ہے؟ سوائے (جن وانس!) تم
 اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو
 جاؤ گے۔

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر میں نے دنیا میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنے کا انعام کیا بھلا آخرت میں جنت کے سوا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے؟ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنے کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

(۱۷) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ فَلَاحٌ كَوْبَحٌ غِيَا وَهُوَ شَخْصٌ جَسَ نَزَكِيَهْ كَرَلِيَا
 (الاعلیٰ: ۱۷)
 (پاک حاصل کی)

ف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ تَزَكَّى سے مراد یہ ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کی گواہی دے اور بتوں کو خیر باد کہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تَزَكَّى کے معنی یہ ہیں کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھے۔ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

(۱۸) فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنَنْصُرُهُ لِلْيُسْرَى ۝
 (اللیل: ۷، ۶، ۵)
 پس جس شخص نے (اللہ کی راہ میں مال)
 دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی
 تصدیق کی تو آسان کر دیں گے ہم اس کو
 آسانی کی چیز کے لئے۔

ف: آسانی کی چیز سے جنت مراد ہے کہ ہر قسم کی راحت اور سہولتیں وہاں میسر ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ایسے اعمال کی توفیق اس کو دیں گے جس سے وہ اعمال سہولت سے ہونے لگیں گے جو جنت میں جلد پہنچا دینے والے ہوں۔ اکثر مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اچھی بات کی تصدیق سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تصدیق مراد ہے۔ حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اچھی بات سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مراد ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بروایت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ”صَدَّقَ بِالْحُسْنَى“ پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تصدیق کرے اور ”كَذَّبَ بِالْحُسْنَى“ پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تکذیب کرے۔

(۱۹) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أََمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلُهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (الأنعام: ۱۶۰)

جو شخص نیک کام کرے گا اس کو (کم سے کم) دس حصے ثواب کے ملیں گے اور جو بُرا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی بدلہ ملے گا اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا (کہ کوئی نیکی

درج نہ کی جائے یا بدی کو بڑھا کر لکھ دیا جائے)

ف: ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آیت شریفہ ”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ“ نازل ہوئی تو کسی شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ بھی حَسَنہ (نیکی) میں داخل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”حَسَنَةُ“ سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مراد ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غالباً حضور اقدس ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ ”حَسَنَةُ“ سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مراد ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے جیسا کہ آیت نمبر ۸ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دس گنا ثواب عوام کے لئے ہے، مہاجرین کے لئے سات سو گنا تک ثواب ہو جاتا ہے۔

(۲۰) حَمْدُ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے، جو

الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ
التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطُّوْلِ ۝
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝
والا ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں،
اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

(السمون: ۲، ۱۰، ۱۲)

ف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ گناہ کی مغفرت کرنے والا ہے اس شخص کے لئے جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے، اور توبہ قبول کرنے والا ہے اس شخص کی جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے۔ سخت عذاب والا ہے اس شخص کے لئے جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ نہ کہے۔ ذی الطُّوْلِ کے معنی غنا والا ہے۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ رد ہے کفار قریش پر جو توحید کے قائل نہ تھے اور إِلَيْهِ الْمَصِيرُ کے معنی اسی کی طرف لوٹنا ہے اس شخص کا جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے تاکہ اس کو جنت میں داخل کرے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اس شخص کا جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ نہ کہے تاکہ اس کو جہنم میں داخل کرے۔

(۲۱) فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ
فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى
لَا انْفِصَامَ لَهَا ط (البقرہ: ۲۵۶)
پس جو شخص شیطان سے بداعتقاد ہو اور اللہ کے ساتھ خوش عقیدہ ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ پکڑ لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں۔

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عُرْوَةُ الْوُثْقَى (مضبوط حلقہ) پکڑ لیا یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا۔ سفیان رحمہ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے کہ ”عُرْوَةُ الْوُثْقَى“ سے مراد کلمہ اخلاص ہے۔

تکمیل

قُلْتُ، وَقَدْ وَرَدَ فِي تَفْسِيرِ آيَاتٍ أُخَرَ عِدِيدَةٌ أَيْضًا أَنَّ الْمُرَادَ بِبَعْضِ الْأَلْفَاظِ فِي هَذِهِ الْآيَاتِ كَلِمَةُ التَّوْحِيدِ عِنْدَ بَعْضِهِمْ، فَقَدْ قَالَ الرَّائِبُ فِي قَوْلِهِ فِي قِصَّةِ زَكْرِيَّا "مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ" قِيلَ: كَلِمَةُ التَّوْحِيدِ، وَكَذَا قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ" الْآيَةُ، قِيلَ: هِيَ كَلِمَةُ التَّوْحِيدِ، وَاقْتَصَرْتُ عَلَى مَا مَرَّ لِلِاخْتِصَارِ.

فصل دوم

میں اُن آیات کا ذکر ہے جن میں کلمہ طیبہ ذکر کیا گیا ہے۔ اکثر جگہ پورا کلمہ مذکور ہے اور کہیں مختصر اور کہیں دوسرے الفاظ میں کلمہ طیبہ کے معنی مذکور ہیں کہ کلمہ طیبہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کے معنی ہیں: کوئی معبود نہیں اللہ پاک کے سوا۔ یہی معنی "مَا مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ" کے ہیں کہ کوئی معبود نہیں ہے اس کے سوا۔ یہی معنی "لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ" کے ہیں اور یہی معنی قریب قریب ہیں "لَا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ" کے (نہیں عبادت کرتے ہم اللہ کے سوا کسی کی)۔ اور یہی معنی ہیں "لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ" کے کہ نہیں عبادت کرتے ہیں ہم اس کے سوا کسی کی۔ اسی طرح "إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ" کے معنی ہیں "اس کے سوا نہیں کہ معبود وہی ایک ہے" اسی طرح اور آیات بھی ہیں جن کا مفہوم کلمہ طیبہ ہی کے ہم معنی ہے۔ ان آیات کی سورتوں اور آیتوں کا حوالہ اس لئے لکھا جاتا ہے کہ پوری آیت کا ترجمہ کوئی دیکھنا چاہے تو مترجم قرآن شریف کو سامنے رکھ کر حوالوں سے دیکھتا رہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ سارا ہی کلام مجید کلمہ طیبہ کا مفہوم ہے کہ اصل مقصد تمام قرآن شریف کا اور تمام دین کا توحید ہی ہے، توحید ہی کی تعلیم کے لئے مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ توحید ہی سب مذاہب میں مشترک رہی ہے اور توحید کے اثبات کے لئے مختلف عنوانات اختیار فرمائے گئے ہیں اور یہی مفہوم کلمہ طیبہ کا ہے۔

(۱) وَاللَّهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ (البقرة: ۱۶۳)

(۲) اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ (البقرة: ۲۵۵) (۳) اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ (آل عمران: ۲) (۴) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلَكُوتُ وَ اُولُو الْعِلْمِ (آل عمران: ۱۸) (۵) لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (آل عمران: ۱۸) (۶) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (آل عمران: ۶۲) (۷) تَعَالَوْا اِلَى كَلِمَةٍ سَوَّآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ (آل عمران: ۶۴) (۸) اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَا يَجْمَعُكُمْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (النساء: ۸۷) (۹) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهُ وَاحِدٌ ۚ (المائدة: ۷۳) (۱۰) قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهُ وَاحِدٌ (الانعام: ۱۹) (۱۱) مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ (الانعام: ۲۶) (۱۲) ذَلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ (الانعام: ۱۰۳) (۱۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (الانعام: ۱۰۶) (۱۴) قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيكُمْ اِلٰهًا (الاعراف: ۱۴۰) (۱۵) لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ (الاعراف: ۱۵۸) (۱۶) وَمَا أُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَاحِدًا ۚ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (التوبة: ۳۱) (۱۷) حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (التوبة: ۱۲۹) (۱۸) ذَلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ (يونس: ۳) (۱۹) فَذَلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ الْحَقُّ (يونس: ۳۲) (۲۰) قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْ اٰمَنْتُ بِهِ بَنُوْا اِسْرٰءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (يونس: ۹۰) (۲۱) فَلَا اَعْبُدُ اِلَّا الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (يونس: ۱۰۴) (۲۲) فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (هود: ۱۴) (۲۳) اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ۚ (هود: ۲۶) (۲۴-۲۵-۲۶) قَالَ يَقُوْمُ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ (هود: ۵۰، ۶۱، ۸۴) (۲۷) اَرَبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ (يوسف: ۳۹) (۲۸) اَمَرَ اِلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ (يوسف: ۴۰) (۲۹) قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الرعد: ۳۰) (۳۰) وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهُ وَاحِدٌ (ابراهيم: ۵۲) (۳۱) اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنَ (النحل: ۲) (۳۲) اِلَهُكُمْ اِلٰهُ وَاحِدٌ (النحل: ۲۲) (۳۳) اِنَّمَا هُوَ اِلٰهُ وَاحِدٌ (النحل: ۵۱) (۳۴) وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (يسرى اسرائيل: ۳۹) (۳۵) قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ اِلٰهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ (يسرى اسرائيل: ۴۲) (۳۶) فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِهِ اِلٰهًا (الكهف: ۱۴)

- (۳۷) هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ قَوْمًا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ إِلَهًا (الكهف: ۱۵) (۳۸) يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ (الكهف: ۱۱۰) (۳۹) وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوهُ ط (مريم: ۳۶)
- (۴۰) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط (طه: ۸) (۴۱) إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَأَعْبُدْنِي ط (طه: ۱۴) (۴۲) إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط (طه: ۹۸) (۴۳) لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ع (الانبيا: ۲۲) (۴۴) أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ إِلَهًا (الانبيا: ۲۴)
- (۴۵) إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا (الانبيا: ۲۵) (۴۶) أَمْ لَهُمْ إِلَهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا (الانبيا: ۲۴) (۴۷) أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ (الانبيا: ۲۴)
- (۴۸) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ (الانبيا: ۸۷) (۴۹) إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ (الانبيا: ۱۰۸) (۵۰) فَإِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا (الحج: ۳۴)
- (۵۱-۵۲) أَعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ (المؤمنون: ۳۲) (۵۳) وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ (المؤمنون: ۹۱) (۵۴) فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ع لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ع (المؤمنون: ۱۱۶)
- (۵۵) وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ (المؤمنون: ۱۱۷)
- (۵۶) ع إِلَهٌ مَعَ اللَّهِ (پانچ مرتبہ سورہ نمل رکوع نمبر ۵ میں وارد ہے) (۵۷) وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ع لَهُ الْحَمْدُ (القصص: ۷۰) (۵۸) مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ (القصص: ۷۲)
- (۵۹) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَقَدْ (القصص: ۸۸) (۶۰) وَالْهِنَا وَإِلَهُكُمُ وَاحِدٌ (العنکبوت: ۲۵) (۶۱) لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَانْتَظِرْ (فاطر: ۳) (۶۲) إِنَّ إِلَهُكُمُ لَوَاحِدٌ (الصف: ۴) (۶۳) إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ (الصف: ۳۵) (۶۴) أَجْعَلْ آلَ اللَّهِ إِلَهًا وَاحِدًا (ص: ۵) (۶۵) وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ص: ۶۵) (۶۶) هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الزمر: ۴) (۶۷) ذَلِكَ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (الزمر: ۶) (۶۸) لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط إِلَيْهِ الْمَصِيرُ (المؤمن: ۳) (۶۹) لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَانْتَظِرْ (المؤمن: ۶۲) (۷۰) هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ (المؤمن: ۶) (۷۱) يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ (حکم السجدہ: ۶)
- (۷۲) لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ (حکم السجدہ: ۱۴) (۷۳) اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ (الشوری: ۱۵)

(۷۴) أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ (الزخرف: ۴۵) (۷۵) رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (الدخان: ۷) (۷۶) لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ (الدخان: ۸) (۷۷) إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ (الاحقاف: ۲۱) (۷۸) فَأَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (محمد: ۱۹) (۷۹) وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ (الزمر: ۵۱) (۸۰) هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (الحشر: ۲۲) (۸۱) إِنَّا بُرَءُوكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (المنحعة: ۴) (۸۲) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (التغابن: ۱۳) (۸۳) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (المزمل: ۹) (۸۴) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (الكافرون: ۲، ۳) (۸۵) قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ (الإخلاص: ۱)

یہ پچاسی آیات ہیں جن میں کلمہ طیبہ یا اس کا مضمون وارد ہوا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی آیات بکثرت ہیں جن میں اس کا معنی اور مفہوم وارد ہوا ہے اور جیسا میں اس فصل کے شروع میں لکھ چکا ہوں تو حید ہی اصل دین ہے۔ اس لئے جتنا اس میں انہماک اور شغف ہوگا دین میں پختگی پیدا ہوگی۔ اس لئے اس مضمون کو مختلف عبارات میں مختلف طریقوں سے ذکر فرمایا ہے کہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور اندرون دل میں پختہ ہو جائے اور دل میں اللہ کے ماسوا کی کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

فصل سوم

میں ان احادیث کا ذکر ہے جن میں کلمہ طیبہ کی ترغیب و فضائل ذکر فرمائے گئے ہیں۔ اس مضمون میں جب آیات اتنی کثرت سے ذکر فرمائی ہیں تو احادیث کا کیا پوچھنا، سب کا احاطہ ناممکن ہے، اس لئے چند احادیث بطور نمونہ کے ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: حُضِرَ أَقْدَسُ الْمَلَائِكَةِ كَامِلٌ إِشْرَادٌ هُوَ كَمَا تَمَامُ أَفْضَلِ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ. اذْكَارِ فِيهِ أَفْضَلُ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" هُوَ أَوْرَ تَمَامِ دَعَاؤِ فِيهِ أَفْضَلُ "الْحَمْدُ لِلَّهِ" هُوَ۔

(کذا فی مشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وابن ماجہ، وقال المنذری: رواه ابن ماجہ والنسائی وابن حبان فی

صحيحه والحاكم، كلهم من طريق طلحة بن خراش عنه، وقال الحاكم: صحيح الاسناد، قلت: رواه الحاكم بسندين وصححهما واقره عليهما الذهبي، وكذا رقم له بالصحة السيوطي في الجامع

ف: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا افضل ذکر ہونا تو ظاہر ہے اور بہت سی احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے، نیز سارے دین کا مدار ہی کلمہ توحید پر ہے تو پھر اس کے افضل ہونے میں کیا تردد ہے اور الحمد للہ کو افضل دعا اس لحاظ سے فرمایا ہے کہ کریم کی ثنا کا مطلب سوال ہی ہوتا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ کسی رئیس، امیر، نواب کی تعریف میں قصیدہ خوانی کا مطلب اس سے سوال ہی ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پڑھے، اس کے بعد اس کو "الْحَمْدُ لِلَّهِ" بھی کہنا چاہئے۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں "فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ" کے بعد الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ "وارد ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام ذکروں میں افضل اور سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ یہی دین کی وہ بنیاد ہے جس پر سارے دین کی تعمیر ہے اور یہ وہ پاک کلمہ ہے کہ دین کی چلکی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ اسی وجہ سے صوفیہ اور عارفین اسی کلمہ کا اہتمام فرماتے ہیں اور سارے اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کی جتنی ممکن ہو کثرت کراتے ہیں کہ تجربے سے اس میں جس قدر فوائد اور منافع معلوم ہوئے ہیں، کسی دوسرے میں نہیں۔

چنانچہ سید علی بن میمون مغربی رحمہ اللہ علیہ کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ علوان حموی رحمہ اللہ علیہ جو ایک متبحر عالم اور مفتی اور مدرس تھے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سید صاحب کی ان پر خصوصی توجہ ہوئی تو ان کو سارے مشاغل، درس، تدریس، فتویٰ وغیرہ سے روک دیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا۔ عوام کا تو کام ہی اعتراض اور گالیاں دینا ہے۔ لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ کچھ دنوں کے بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت کلام اللہ شریف کی تلاوت کرتے ہیں۔ سید صاحب نے اس کو بھی منع کر دیا، تو پھر تو پوچھنا ہی کیا، سید صاحب پر زندگی اور بددینی کا الزام لگنے لگا، لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا اور دل رنگ گیا تو سید صاحب نے

فرمایا کہ اب تلاوت شروع کر دو۔ کلام پاک جو کھولا تو ہر ہر لفظ پر وہ وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں نے خدا نخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔

چونکہ یہ پاک کلمہ دین کی اصل ہے، ایمان کی جڑ ہے۔ اس لئے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہوگی، ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے بلکہ دنیا کے وجود کا مدار اسی کلمہ پر ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والا کوئی زمین پر ہو۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو قیامت نہیں ہوگی۔

(۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ:
يَا رَبِّ اعْلَمْ نَبِيَّ شَيْئًا أَذْكُرُكَ بِهِ
وَأَدْعُوكَ بِهِ، قَالَ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
قَالَ: يَا رَبِّ! كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُ هَذَا،
قَالَ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: إِنَّمَا
أُرِيدُ شَيْئًا تَخْصُنِي بِهِ، قَالَ: يَا مُوسَى!
لَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضَيْنِ
السَّبْعَ فِي كِفَّةٍ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي
كِفَّةٍ، مَالَتْ بِهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.
(رواه النسائي وابن حبان والحاكم، كلهم من
طريق دراج عن أبي الهيثم عنه، وقال الحاكم:
صحيح الإسناد، كذا في الترغيب، قلت: قال
الحاكم: صحيح الإسناد ولم يخرجاه وأقره عليه
الذهبي، وأخرج في المشكاة برواية شرح السنة

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک
مرتبہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے
اللہ جل جلالہ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا کہ
مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے جس سے آپ کو
یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں۔
ارشاد خداوندی ہوا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“
کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار!
یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے، ارشاد ہوا کہ
”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا کرو۔ عرض کیا:
میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز
مانگتا ہوں جو مجھی کو عطا ہو۔ ارشاد ہوا کہ اگر
ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے
میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف ”لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ“ کو رکھ دیا جائے تو ”لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ“ والا پلڑا جھک جائے گا۔

نحوہ، زاد فی منتخب الكنز أبایعلی والحکیم وایا نعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی الاسماء و سعید بن منصور فی سننہ و فی مجمع الزوائد رواہ أبو یعلیٰ ورجالہ وثقوا، وفہم ضعف)

ف: اللہ جلّ جلالہ وعم نوالہ کی عادت شریفہ یہی ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام عطا کی جاتی ہے۔ ضروریات دنیویہ میں دیکھ لیا جائے کہ سانس، پانی، ہوا، کیسی عام ضرورت کی چیزیں ہیں، اللہ جلّ جلالہ نے ان کو کس قدر عام فرما رکھا ہے، البتہ یہ ضروری چیز ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے، جس قدر اخلاص سے کوئی کام کیا جائے گا اتنا ہی وزنی ہوگا اور جس قدر اخلاص کی کمی اور بے دلی سے کیا جائے گا اتنا ہی ہلکا ہوگا۔ اخلاص پیدا کرنے کے لئے بھی جس قدر مفید اس کلمہ کی کثرت ہے اتنی کوئی دوسری چیز نہیں کہ اس کلمہ کا نام ہی جلاء القلوب (دلوں کی صفائی) ہے۔ اسی وجہ سے حضرات صوفیہ اس کا ورد کثرت سے بتاتے ہیں اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کا معمول تجویز کرتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے شیخ سے عرض کیا تھا کہ میں ذکر کرتا ہوں، مگر دل غافل رہتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ ذکر برابر کرتے رہو اور اس پر اللہ کا شکر کرتے رہو کہ اس نے ایک عضو یعنی زبان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ سے دل کی توجہ کے لئے دعا کرتے رہو۔ اس قسم کا واقعہ ”احیاء العلوم“ میں بھی ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ ان سے کسی مرید نے شکایت کی تھی جس پر انہوں نے یہ جواب دیا تھا۔ یہ درحقیقت بہترین نسخہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں اضافہ کروں گا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ذکر اس کی بڑی نعمت ہے، اس کا شکر ادا کیا کرو کہ اللہ نے ذکر کی توفیق عطا فرمائی۔

(۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَسْعَدَ النَّاسَ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ لَا يُسْأَلُنِي عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا؟

هَذَا الْحَدِيثُ أَحَدُ أَوَّلِ مِنْكَ لَمَّا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ. (رواه البخاری وقد أخرجه الحاكم بمعناه، وذكر صاحب بهجة النفوس في الحديث اربعا وثلاثين بحثا)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا۔ (پھر حضور ﷺ نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا) کہ سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے۔

ف: سعادت کہتے ہیں کہ آدمی کو خیر کی طرف پہنچانے کے لئے توفیق الہی کے شامل حال ہونے کو۔ اب اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا سب سے زیادہ مستحق شفاعت ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک تو یہ کہ اس حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو اخلاص سے مسلمان ہو اور کوئی نیک عمل بجز کلمہ طیبہ پڑھنے کے اس کے پاس نہ ہو، اس صورت میں ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ سعادت اس کو شفاعت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے کہ اپنے پاس تو کوئی عمل نہیں ہے۔ اس مطلب کے موافق یہ حدیث ان احادیث کے قریب قریب ہوگی جن میں ارشاد ہے کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے، لیکن کلمہ طیبہ کی برکت سے حضور ﷺ کی شفاعت ان کو نصیب ہوگی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جو اخلاص سے اس کلمہ کا ورد رکھیں اور نیک اعمال ہوں۔ ان کے سب سے زیادہ سعادت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نفع حضور ﷺ کی شفاعت سے ان کو پہنچے گا کہ ترقی درجات کا سبب بنے گی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شفاعت قیامت کے دن چھ طریقہ سے ہوگی: اول میدانِ حشر کی قید سے خلاصی ہوگی کہ حشر میں ساری مخلوق طرح طرح کے مصائب میں مبتلا پریشان حال یہ کہتی ہوئی ہوگی کہ ہم کو جہنم ہی میں ڈال دیا جائے مگر ان مصائب سے تو خلاصی ہو۔ اس وقت جلیل القدر انبیاء علیہم السلام

کی خدمت میں یکے بعد دیگرے حاضری ہوگی کہ آپ ہی اللہ کے یہاں سفارش فرمائیں، مگر کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ سفارش فرمائیں۔ بالآخر حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے یہ شفاعت تمام عالم، تمام مخلوق جن و انس، مسلم کا فرسب کے حق میں ہوگی اور سب ہی اس سے مُنْتَفِع ہوں گے۔ احادیث قیامت میں اس کا مفصل قصہ مذکور ہے۔ دوسری شفاعت بعض کفار کے حق میں تخفیف عذاب کی ہوگی جیسا ابوطالب کے بارے میں صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ تیسری شفاعت بعض مؤمنوں کو جہنم سے نکالنے کے بارہ میں ہوگی جو اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ چوتھی شفاعت بعض مؤمن جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہو چکے ہیں، ان کی جہنم سے معافی اور جہنم میں نہ داخل ہونے کے بارے میں ہوگی۔ پانچویں شفاعت بعض مؤمنین کے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے میں ہوگی۔ اور چھٹی شفاعت مؤمنین کے درجات بلند ہونے میں ہوگی۔

(۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قِيلَ: وَمَا إِخْلَاصُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَحْبِزَهُ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ. (رواه الطبرانی في الأوسط والكبير)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔

ف: اور یہ ظاہر ہے کہ جب حرام کاموں سے رک جائے گا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا قائل ہوگا تو اس کے سیدھا جنت میں جانے میں کیا تردد ہے، لیکن اگر حرام کاموں سے نہ بھی رکے تب بھی اس کلمہ پاک کی یہ برکت تو بلا تردد ہے کہ اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور داخل ہوگا، البتہ اگر خدا نخواستہ بد اعمالیوں کی بدولت اسلام و ایمان ہی سے محروم ہو جائے تو دوسری بات ہے۔

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ علیہ ”تنبیہ الغافلین“ میں لکھتے ہیں: ہر شخص کے

لئے ضروری ہے کہ کثرت سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھتا رہا کرے اور حق تعالیٰ شانہ سے ایمان کے باقی رہنے کی دعا بھی کرتا رہے اور اپنے کو گناہوں سے بچاتا رہے۔ اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ گناہوں کی نحوست سے آخر میں ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ ایک شخص کا نام ساری عمر مسلمانوں کی فہرست میں رہا ہو، مگر قیامت میں وہ کافروں کی فہرست میں ہو، یہ حقیقی حسرت اور کمال حسرت ہے۔ اس شخص پر افسوس نہیں ہوتا جو گرجایا بُت خانہ میں ہمیشہ رہا ہو اور وہ کافروں کی فہرست میں آخر میں شمار کیا جائے۔ افسوس اس پر ہے جو مسجد میں رہا ہو اور کافروں میں شمار ہو جائے اور یہ بات گناہوں کی کثرت سے اور تنہائیوں میں حرام کاموں میں مبتلا ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس دوسروں کا مال ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسروں کا ہے، مگر دل کو سمجھاتے ہیں کہ میں کسی وقت اس کو واپس کر دوں گا اور صاحب حق سے معاف کرالوں گا، مگر اس کی نوبت نہیں آتی اور موت اس سے قبل آ جاتی ہے۔ بہت سے لوگ ہیں کہ بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے اور وہ اس کو سمجھتے ہیں، مگر پھر بھی اس سے ہم بستری کرتے ہیں اور اسی حالت میں موت آ جاتی ہے کہ توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ ایسے ہی حالات میں آخر میں ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ ”اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ“۔ حدیث کی کتابوں میں ایک قصہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک نوجوان کا انتقال ہونے لگا۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اس سے کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے اور اس سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک قفل سادل پر لگا ہوا ہے۔ تحقیق حالات سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے اور اس نے ماں کو ستایا ہے۔ حضور ﷺ نے ماں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اگر کوئی شخص بہت سی آگ جلا کر اس تمہارے لڑکے کو اس میں ڈالنے لگے تو تم سفارش کرو گی؟ اس نے عرض کیا: ہاں حضور! کروں گی، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہے تو اس کا قصور معاف کر دے، انہوں نے سب معاف کر دیا۔ پھر اس سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا تو فوراً پڑھ لیا۔ حضور ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضور ﷺ کی وجہ سے انہوں نے آگ سے

نجات پائی۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات پیش آتے ہیں کہ ہم لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں جن کی نحوست دین اور دنیا دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے۔ صاحب احیاء رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے خطبہ پڑھا جس میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کو اس طرح سے کہے کہ خَلَطَ مَلَطَ نہ ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور! اس کو واضح فرمادیں، خلط ملط کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اور اس کی طلب میں لگ جانا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی سی باتیں کرتے ہیں اور متکبر اور جابر لوگوں کے سے عمل کرتے ہیں، اگر کوئی اس کلمہ کو اس طرح کہے کہ یہ کام نہ کرتا ہو، تو جنت اس کے لئے واجب ہے۔

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِلَّا فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، حَتَّى يُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكِبَائِرَ. (رواه الترمذی وقال: حديث حسن غریب، کذا فی)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں، یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

الشرغیب، وہ کذا فی المشکوۃ، لکن لیس فیہا حسن بل غریب فقط، قال القاری: ورواہ النسائی وابن حبان، وعزاه السیوطی فی الجامع الی الترمذی ورقم له بالحسن، وحکاه السیوطی فی الدرر من طریق ابن مردويه عن أبي هريرة، وليس فيه ما اجتنب الكبائر، وفي الجامع الصغير برواية الطبرانی عن معقل بن يسار "لكل شيء مفتاح، ومفتاح السموات قول "لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ورقم له بالضعف)

ف: کتنی بڑی فضیلت ہے اور قبولیت کی انتہا ہے کہ یہ کلمہ براہ راست عرش معلیٰ تک پہنچتا ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں کے ساتھ بھی کہا جائے تو نفع سے اس وقت بھی خالی نہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبار سے بچنے کی شرط قبول کی جلدی اور آسمان کے سب دروازے کھلنے کے اعتبار سے ہے، ورنہ ثواب اور قبول سے کبار کے ساتھ بھی خالی نہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ایسے شخص کے واسطے مرنے

کے بعد اس کی روح کے اعزاز میں آسمان کے سب دروازے کھل جائیں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے: دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کے لئے عرش سے نیچے کوئی منتہا نہیں۔ دوسرا آسمان اور زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر سے) بھر دے: ایک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دوسرا اللَّهُ أَكْبَرُ۔

(۶) عَنْ يَغْلَى بْنِ شَدَّادٍ قَالَ، حَدَّثَنِي أَبِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہما حَاضِرٌ يُصَدِّقُ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ غَرِيبٌ يَعْنِي أَهْلَ الْكِتَابِ؟ قُلْنَا: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَمَرَ يَغْلَى الْأَنْبَابِ، وَقَالَ: ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَرَفَعْنَا أَيْدِيَنَا سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّكَ بَعَثْتَنِي بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ، وَوَعَدْتَنِي عَلَيْهَا الْجَنَّةَ، وَأَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ، ثُمَّ قَالَ: أَبْشِرُوا، فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ.

(رواہ احمد باسناد حسن والطبرانی وغیر ہما، کذا فی الترغیب، قلت: وأخرجه الحاكم، وقال: اسمعيل بن عياش أحد أئمة أهل الشام وقد نسب إلى سوء الحفظ: وأنا على شرطی فی أمثاله، وقال الذهبي: راشد ضعفه الدار قطنی وغیره ووثقه رحيم . وفي

حضرت شداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں؟ ہم نے عرض کیا: کوئی نہیں۔ ارشاد فرمایا: کواڑ بند کر دو، اس کے بعد ارشاد فرمایا: ہاتھ اٹھاؤ اور کہو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے اور کلمہ طیبہ پڑھا۔ پھر فرمایا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ اے اللہ! تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ خوش ہو جاؤ، اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

مجمع الزوائد: رواہ أحمد والطبرانی والبخاری ومثقفون .

ف: غالباً اجنبی کو اسی لئے دریافت فرمایا تھا اور اسی لئے کواڑ بند کرائے تھے کہ ان لوگوں کے کلمہ طیبہ پڑھنے پر تو حضور اقدس ﷺ کو مغفرت کی بشارت کی امید ہوگی،

اوروں کے متعلق یہ امید نہ ہو۔ صوفیہ نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنے مریدین کی جماعت کو ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے: حضور ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو جماعت اور منفرداً ذکر تلقین کرنا ثابت ہے۔ جماعت کو تلقین کرنے میں اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ اس صورت میں کواڑوں کا بند کرنا مستفیدین کی توجہ کے تام کرنے کی غرض سے ہو، اور اسی وجہ سے اجنبی کو دریافت فرمایا کہ غیر کا مجمع میں ہونا حضور ﷺ پر تشکیک کا سبب اگرچہ نہ ہو لیکن مستفیدین کے تشکیک کا احتمال تو تھا ہی۔

چہ خوش است با تو بز مے بہفتہ ساز کردن در خانہ بند کردن ہر شیشہ باز کردن

(کیسی مزے کی چیز ہے تیرے ساتھ خفیہ ساز کر لینا، گھر کا دروازہ بند کر لینا اور بوتل کا منہ کھول دینا)

(۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: جَدِّدُوا إِيمَانَكُمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ نُجَدِّدُ إِيمَانَنَا؟ قَالَ: أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (رواه أحمد والطبرانی واسناد أحمد حسن، كنفى الترغيب، قلت: ورواه الحاكم فى صحيحه،

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو، یعنی تازہ کرتے رہا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کو کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔

وقال: صحيح الاسناد، وقال الذهبي: صدقة (الروای) ضعفه، قلت: هو من رواية ابى داود والترمذی وأخرج له البخاری فی الأدب المفرد، وقال فی التقریب: صدوق، له اوهام، وذكره السيوطی فی الجامع الصغير برواية أحمد والحاكم ورقم له بالصحة، وفي مجمع الزوائد رواه أحمد واسناده جيد، وفي موضع آخر رواه أحمد والذهبرانی ورجال أحمد ثقات)

ف: ایک روایت میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے جیسا کہ کپڑا پرانا ہو جاتا ہے، اس لئے اللہ جل ثنا سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو۔ پرانے ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی سے قوت ایمانیہ اور نور ایمان جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان (دھبہ) اس

کے دل میں ہو جاتا ہے، اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نشان دھل جاتا ہے، ورنہ جمار ہوتا ہے اور پھر جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نشان ہو جاتا ہے، اسی طرح سے آخر دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور رنگ آلود ہو جاتا ہے، جس کو حق تعالیٰ شانہ نے سورہ تطفیف میں ارشاد فرمایا ہے: ”كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ“ (التطفیف: ۱۳) اس کے بعد اس کے دل کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ حق بات اس میں اثر اور سرایت ہی نہیں کرتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ چار چیزیں آدمی کے دل کو برباد کر دیتی ہیں: احمقوں سے مقابلہ، گناہوں کی کثرت، عورتوں کے ساتھ کثرت اختلاط اور مردہ لوگوں کے پاس کثرت سے بیٹھنا۔ کسی نے پوچھا کہ مردوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ہر وہ مالدار جس کے اندر مال نے اکثر پیدا کر دی ہو۔

(۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَكْثَرُوا مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَبْلَ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا. (رواه أبو يعلىٰ بإسناد جيد قوى، نہ کہہ سکو۔)

كَلَّا فِي التَّرْغِيبِ، وَعَزَاهُ فِي الْجَامِعِ إِلَى أَبِي يَعْلَىٰ وَابْنِ عَدَىٰ فِي الْكَامِلِ وَرَقْمَ لَهُ بِالضَّعْفِ وَزَادَ: ”لَقْنُوهَا مَوْنَاكُمْ“ وَفِي مَجْمَعِ الزَّوَادِ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَىٰ، وَرَجَّاهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ ضَمَامٍ وَهُوَ ثَقَّةٌ

ف: یعنی موت حائل ہو جائے کہ اس کے بعد کسی عمل کا بھی وقت نہیں رہتا۔ زندگی کا زمانہ بہت ہی تھوڑا سا ہے اور یہ ہی عمل کرنے کا اور ختم بولینے کا وقت ہے اور مرنے کے بعد کا زمانہ بہت ہی وسیع ہے، اور وہاں وہی مل سکتا ہے جو یہاں بودیا گیا۔

(۹) عَنْ عُمَرَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ، فَيَسْمُوتُ عَلَىٰ ذَلِكَ إِلَّا حَرَمَ عَلَى النَّارِ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ (رواه الحاكم)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ دل سے حق سمجھ کر اس کو پڑھے اور اسی حال میں مر جائے مگر وہ جہنم پر حرام ہو جائے، وہ کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔

وقال: صحيح على شرطهما، ورواه كذا في الترغيب

ف: بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے، ان سب سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ مسلمان ہی اس وقت ہوا ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کفر کے گناہ بالاتفاق معاف ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پہلے سے مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو کہہ کر مراد ہے تب بھی کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے سارے ہی گناہ معاف فرمادیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا تو خود ہی ارشاد ہے کہ شرک کے علاوہ سارے ہی گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرمادیں گے۔ مؤا علی قاری رحمہ اللہ نے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ اور اس قسم کی احادیث اس وقت کے اعتبار سے ہیں جب تک دوسرے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد اس کلمہ کو اس کے حق کی ادائیگی کے ساتھ کہنا جیسا کہ پہلے حدیث نمبر ۴ میں گذر چکا ہے۔ حضرت بصری رحمہ اللہ وغیرہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ ندامت کے ساتھ اس کلمہ کو کہا ہو کہ یہی حقیقت توبہ کی ہے اور پھر اسی حال پر انتقال ہوا ہو۔ مؤا علی قاری رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے ہمیشہ جہنم میں رہنے کی حرمت مراد ہے۔ ان سب کے علاوہ ایک کھلی ہوئی بات اور بھی ہے، وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی خاص اثر ہونا اس کے منافی نہیں کہ کسی عارض کی وجہ سے وہ اثر نہ کر سکے۔ سقمونیا کا اثر اسہال ہے، لیکن اگر اس کے بعد کوئی سخت قابض چیز کھالی جائے تو یقیناً سقمونیا کا اثر نہ ہوگا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس دوا کا وہ اثر نہیں رہا، بلکہ اس عارض کی وجہ سے اس شخص پر اثر نہ ہو سکا۔

(۱۰) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ "إِلَّا اللَّهُ" كَا قِرَارِ كَرْنَا جَنَّتْ كِي كُنْجِيَا هِيَا۔
شَهَادَةُ "أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"۔

(رواہ أحمد، کذا فی مشکوٰۃ والجامع الصغیر ورقم له بالضعف، وفی مجمع الزوائد رواہ أحمد ورجاله وثقوا إلا أن شهرًا لم يسمعه عن معاذ، ورواه البراء كذا في الترغيب، وزاد السيوطي في الدر ابن مرونه والبيهقي وذكره في المقاصد الحسنة برواية أحمد بلفظ "مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" واختلف في وجه حمل الشهادة و

ہی مفرد علی المفاتیح وہی جمع علی أقوال، أوجهها عندی أنها لما كانت مفتاحاً لكل باب من أبوابه،
صارت كالمفاتيح)

ف: کنجیاں اس لحاظ سے فرمایا کہ ہر دروازہ کی اور ہر جنت کی کنجی یہ ہی کلمہ ہے، اس لئے ساری کنجیاں یہی کلمہ ہوا، یا اس لحاظ سے کہ یہ کلمہ بھی دو جزو لئے ہوئے ہے: ایک ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا اقرار، دوسرے ”مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کا اقرار۔ اس لئے دو ہو گئے کہ دونوں کے مجموعہ سے کھل سکتا ہے۔ اور بھی ان روایات میں جہاں جہاں جنت کے دخول یا جہنم کے حرام ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد پورا ہی کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جنت کی قیمت ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔

(۱۱) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حُضُورِ اِقْدَسَ ﷺ كَا اِرْشَادِ هُے كَهْ جَوْبُ هُي
مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي سَاعَةٍ مِنْ بِنْدَةٍ كَسَى وَقْتُ هُي دِنِ مِی یَارَاتِ مِی ”لَا
لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا طُمِسَتْ مَا فِي الصُّحُفَةِ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ كَهْتَا هُے تَوَا اَعْمَالِ نَامِہ مِی
مِنَ السَّيِّئَاتِ، حَتَّى تَسْكُنَ إِلَى مِثْلِهَا مِنْ سَے بَرَا یَا اِ مِثْ جَاتِی هُی، اُور اِن كِی جِگَہ
الْحَسَنَاتِ. (رواه ابو یعلیٰ، كَذَا فِی التَّرْغِیْبِ، نِیكَا یَا لَكْھِ جَاتِی هُی۔

وفی مجمع الزوائد فیہ عثمان بن عبد الرحمن الزهري وهو متروك.)

ف: برائیاں مٹ کر نیکیاں لکھی جانے کے متعلق باب اول فصل ثانی کے نمبر ۱۰ پر مفصل گزر چکا ہے اور اس قسم کی آیات اور روایات کے چند معنی لکھے گئے ہیں۔ ہر معنی کے اعتبار سے گناہوں کا اس حدیث میں اعمال نامہ سے مٹانا تو معلوم ہوتا ہی ہے، البتہ اخلاص ہونا ضروری ہے اور کثرت سے اللہ کا پاک نام لینا اور کلمہ طیبہ کا کثرت سے پڑھنا خود بھی اخلاص پیدا کرنے والا ہے، اسی لئے اس پاک کلمہ کا نام کلمہ اخلاص ہے۔

(۱۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: حُضُورِ اِقْدَسَ ﷺ كَا اِرْشَادِ هُے كَهْ عَرَشِ كِے
قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَمُودًا مِنْ سَا مَنَے نُورِ كَا اِیكِ سَتُونِ هُے جَبْ كُوْی شُخْصِ
نُورٍ بَيْنَ يَدَيِ الْعَرْشِ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ كَهْتَا هُے تَوَا هُے سَتُونِ هُے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اهْتَرَّ ذَلِكَ الْعَمُودُ، فَيَقُولُ لَكَا هُے۔ اللہ كَا اِرْشَادِ هُے كَهْ تَھَر جَا۔ وَا

اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اُسْكُنْ، فَيَقُولُ: عرض کرتا ہے: کیسے ٹھہروں حالانکہ کلمہ طیبہ
 كَيْفَ اَسْكُنْ وَلَمْ تُغْفَرْ لِقَائِهَا؟ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی؟
 فَيَقُولُ: اِنِّى قَدْ غَفَرْتُ لَكَ، فَيَسْكُنُ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت
 عِنْدَ ذَلِكَ. (رواہ البزار وهو غریب، کر دی تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

كذا فى الترغيب، وفى مجمع الزوائد فيه عبد الله بن ابراهيم بن ابي عمرو وهو ضعيف جداً. قلت:
 وبسط السيوطى فى اللآلى على طرقة وذكر له شواهد

ف: محدثین حضرات کو اس روایت میں کلام ہے، لیکن علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے
 کہ یہ روایت کئی طریقوں سے مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے، بعض روایتوں میں اس کے
 ساتھ اللہ جل ثنا کا یہ بھی ارشاد وارد ہے کہ میں نے کلمہ طیبہ اس شخص کی زبان پر اسی لئے جاری
 کر دیا تھا کہ اس کی مغفرت کروں۔ کس قدر لطف و کرم ہے اللہ کا کہ خود ہی توفیق عطا فرماتے ہیں
 اور پھر خود ہی اس لطف کی تکمیل میں مغفرت فرماتے ہیں۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ علیہ کا قصہ مشہور
 ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہو رہی تھی۔
 انہوں نے خرید لی۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو وہ دیوانی اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر
 دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جا رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا:
 اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم! مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ عطاء رحمہ اللہ علیہ نے یہ
 سن کر فرمایا کہ لونڈی! یوں کہہ: اے اللہ! مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم، یہ سن کر اس کو غصہ آیا
 اور کہنے لگی: اس کے حق کی قسم! اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سلاتا اور
 مجھے یوں کھڑا نہ کرتا۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے۔

الْكُرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ وَالذَّمُّ مُسْتَبِقٌ
 كَيْفَ الْقَرَارُ عَلَى مَنْ لَا قَرَارَ لَهُ مِمَّا جَنَاهُ الْهَوَى وَالشَّوْقُ وَالْقَلْقُ
 يَا رَبِّ! إِنْ كَانَ شَيْءٌ فِيهِ لِي فَرَجٌ فَاْمُنْ عَلَيَّ بِهِ مَا ذَامَ بِي رَمَقُ

ترجمہ: بے چینی جمع ہو رہی ہے اور دل جل رہا ہے۔ اور صبر جدا ہو گیا اور آنسو بہہ رہے
 ہیں۔ اس کو کس طرح قرار آ سکتا ہے جس کو عشق و شوق اور بے چینی کے حملوں کی وجہ سے

ذرا بھی سکون نہیں۔ اے اللہ! اگر کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد اس نے کہا: اے اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب راز میں نہیں رہا، مجھے اٹھا لیجئے، یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ توفیق جب تک شامل حال نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ ”وَمَا تَشَاءُ وَاِنْ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ“ (التکویر: ۲۹) (اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے، کچھ نہیں چاہ سکتے ہو)۔

(۱۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ عَلَى اَهْلِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَخَشَةُ فِي قُبُورِهِمْ وَلَا مَنْشَرِهِمْ، وَكَانَنِي اَنْظُرُ اِلَى اَهْلِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَهُمْ يَنْفُضُونَ التُّرَابَ عَنْ رُؤُوسِهِمْ وَيَقُولُونَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ. وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ عَلَى اَهْلِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَخَشَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ. (رواه الطبرانی والبيهقي كلاهما من رواية يحيى بن عبد الحميد الحماني وفي متنه تكارة، كذا في

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے، نہ میدانِ حشر میں، اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لئے) رنج و غم دور کر دیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ”لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ والوں پر نہ موت کے وقت وحشت ہوگی نہ قبر کے وقت۔

الترغیب، و ذکرہ فی الجامع الصغیر بروایة الطبرانی عن ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ورفعه له بالضعف، وفي أسنى المطالب رواه الطبرانی وابو يعلى بسند ضعيف، وفي مجمع الزوائد رواه الطبرانی. وفي رواية ”لَيْسَ عَلَى اَهْلِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَخَشَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ“ في الأولى يحيى الحماني وفي الأخرى مجاشع بن عمر وكلاهما ضعيف. وقال السخاوي في المقاصد الحسنة: رواه ابو يعلى والبيهقي في الشعب والطبرانی بسند ضعيف عن ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. 1: 1. وما حكم عليه المنذرى بالكارثة مناه أنه حَمَلَ اَهْلَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلَى الظَّاهِرِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ بَعْضَ الْمُسْلِمِينَ يُدْتَنُونَ فِي الْقَبْرِ وَالْحَشْرِ، فَيَكُونُ الْخَلْدُ مُخَالَفًا لِلْمَعْرُوفِ، فَيَكُونُ مُنْكَرًا، لِكُنْهٖ اِنْ اُرِيدَ بِهِ السَّخَطُ بِهَذِهِ الصُّفَةِ، فَيَكُونُ مُوَافِقًا لِلنُّصُوصِ الْكَثِيرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ، وَالسَّابِقُونَ الْمَسَاقُونَ اُولَئِكَ الْمَقْرُونُونَ ۝ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يَأْذَنُ اللّٰهُ ۝ وَسَبْعُونَ اَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَغَيْرِ

ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالرَّوَايَاتِ فَالْحَدِيثُ مُوَافِقٌ لَهَا لَا مُخَالَفَ، فَيَكُونُ مَعْرُوفًا لَا مُنْكَرًا، وَذَكَرَ السَّيوطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ بِرَوَايَةِ ابْنِ مَرْدَوَيْهِ وَابْنِ أَبِي حَتْمٍ فِي الْبَيْهَقِيِّ فِي الْبَيْعَةِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ "سَابِقًا سَابِقًا، وَمُقْتَصِدًا نَاجٍ، وَظَالِمًا مَغْفُورًا لَهُ" وَرَقْمَ لَهُ بِالْحَسَنِ، قُلْتُ: وَيُؤَيِّدُهُ حَدِيثُ "سَبَقَ الْخَيْرُ قُدُونَ الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ، يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ، فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالحَاكِمُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالتَّطَائِبِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، كَذَا فِي الْجَامِعِ وَرَقْمَ لَهُ بِالصَّحِيحَةِ، وَفِي الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَوْفُوفًا "الَّذِينَ لَا تَزَالُ أَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُونَ" وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ بِرَوَايَةِ الْحَاكِمِ وَرَقْمَ لَهُ بِالصَّحِيحَةِ "السَّابِقُ وَالْمُقْتَصِدُ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ" وَالْأَوَّلُ أَنْفُسِهِمْ يُحَاسِبُ حِسَابًا بَسِيرًا، ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ حضور ﷺ نہایت غمگین تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں، یہ کیا بات ہے؟ (حالانکہ حق تعالیٰ شانہ دلوں کے بھید جاننے والے ہیں، لیکن اکرام و اعزاز اور اظہار شرافت کے واسطے اس قسم کے سوال کرائے جاتے تھے)۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل! مجھے اپنی امت کا فکر بہت بڑھ رہا ہے کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کفار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارے میں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو ساتھ لیا اور ایک مقبرہ پر تشریف لے گئے جہاں قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ دفن تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک قبر پر ایک پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ "قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ" (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) اس قبر سے ایک شخص نہایت حسین خوبصورت چہرہ والا اٹھا اور کہہ رہا تھا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" حضرت جبریل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جا، وہ چلا گیا۔ پھر دوسری قبر پر دوسرا پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اس میں سے ایک شخص نہایت بد صورت، کالا منہ، کیری آنکھوں والا کھڑا ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا: ہائے افسوس! ہائے شرمندگی! ہائے مصیبت!! پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اپنی جگہ لوٹ جا۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں اسی حالت پر اٹھیں گے۔

حدیث بالا میں "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" والوں سے بظاہر وہ لوگ مراد ہیں جن کو اس

کلمہ پاک کے ساتھ خصوصی لگاؤ، خصوصی مناسبت، خصوصی اشتغال ہو۔ اس لئے کہ دودھ والا، جوتوں والا، موتی والا، برف والا وہی شخص کہلاتا ہے جس کے ہاں ان چیزوں کی خصوصی بکری اور خصوصی ذخیرہ موجود ہو۔ اس لئے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ والوں کے ساتھ اس معاملہ میں کوئی اشکال نہیں۔ قرآن پاک میں سورہ فاطر میں اس امت کے تین طبقے بیان فرمائے ہیں: ایک طبقہ ”سَابِقُ الْبِالْخَيْرَاتِ“ کا بیان فرمایا جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھا کرے اس کو حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ان کا چہرہ روشن ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبانیں اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہیں وہ جنت میں ہستے ہوئے داخل ہوں گے۔

(۱۴) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَسْتَخْلِصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ سَجَلًا، كُلُّ سَجَلٍ مِثْلُ مَدِّ الْبَصْرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتَنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ أَظْلَمَكَ كَتَبْتَنِي الْخَفِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لَا، يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: أَفَلَمْ تَعَالَى: بَلَى! إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٍ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس کے سامنے ننانوے دفتر اعمال کے کھولیں گے، ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منہجائے نظر تک (یعنی جہاں تک نگاہ جاسکے وہاں تک) پھیلا ہوا ہوگا۔ اس کے بعد اس سے سوال کیا جائے گا کہ ان اعمال ناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے؟ (کہ کوئی گناہ بغیر کئے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہو)۔ وہ عرض کرے

وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: أَحْضَرُ وَزَنَكَ
فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ
هَذِهِ السَّجَّلَاتِ؟ فَقَالَ: فَإِنَّكَ
لَا تَظْلَمُ الْيَوْمَ، فَتُوضَعُ السَّجَّلَاتُ
فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ، فَطَاشَتْ
السَّجَّلَاتُ، وَثَقَلَتِ الْبِطَاقَةُ، فَلَا
يَقْضَى مَعَ اللَّهِ شَيْءٌ. (رواه الترمذی وقال: حسن

غریب، وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ والبیہقی،
والحاکم وقال: صحیح علی شرط مسلم، کذا فی
التبرغیب، قلت: کذا قال الحاکم فی کتاب الایمان،
والخرجه ایضاً فی کتاب الدعوات، وقال: صحیح الاسناد
واقراء فی الموضوعین الذہبی، وفی المشکوۃ
الخرجه بروایۃ الترمذی وابن ماجہ، وزاد
السیوطی فی المر فیمن عزاه الیہم احمد وابن
مردویہ واللالکائی والبیہقی فی البعث وفیہ
اختلاف، وفی بعض اللفاظ کقولہ فی اول
الحديث "يُضَاخُ بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُؤُوسِ

گا: نہیں) نہ انکار کی گنجائش ہے نہ فرشتوں
نے ظلم کیا۔ پھر ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس
ان بد اعمالیوں کا کوئی عذر ہے؟ وہ عرض
کرے گا: کوئی عذر بھی نہیں۔ ارشاد ہوگا:
اچھا! تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے، آج
تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہے، پھر ایک کاغذ کا پُرزہ
نکالا جائے گا۔ جس میں "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ" لکھا ہوا ہوگا، ارشاد ہوگا کہ جا،
اس کو تلو الے۔ وہ عرض کرے گا کہ اتنے
دفتروں کے مقابلے میں یہ پُرزہ کیا کام
دے گا؟ ارشاد ہوگا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا،
پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ
دیا جائے گا اور دوسری جانب وہ پُرزہ ہوگا تو
دفتروں والا پلڑا اڑنے لگے گا اس پُرزہ کے
وزن کے مقابلے میں۔ پس بات یہ ہے کہ
اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں۔

الْخَلَائِقِ، وَفِيهِ إِیضاً فَيَقُولُ: أَفَلَاكَ عُذْرٌ أَوْ حَسَنَةٌ، فَيَهَاتُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: نَلَى! إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا
حَسَنَةً الْحَدِيثِ، وَعَلِمَ مِنْهُ أَنَّ الْأَمَثَلَ فِي الْحَدِيثِ عَلَى مَحَلِّهِ، وَلَا حَاجَةَ إِذَا أَلَى مَا أَوَّلَهُ الْقَارِئُ فِي الْمَرْفَاقِ،
وَذَكَرَ السَّيُوطِيُّ مَا يُؤَيِّدُ الرَّوَايَةَ مِنَ الرَّوَايَاتِ الْآخَرِ

ف: یہ اخلاص ہی کی برکت ہے کہ ایک مرتبہ کلمہ طیبہ اخلاص کے ساتھ کا پڑھا ہو اور
سب دفتروں پر غالب آگیا۔ اسی لئے ضروری ہے کہ آدمی کسی مسلمان کو بھی حقیر نہ سمجھے اور
اپنے کو اس سے افضل نہ سمجھے، کیا معلوم کہ اس کا کون سا عمل اللہ کے یہاں مقبول ہو جائے جو
اس کی نجات کے لئے کافی ہو جائے اور اپنا حال معلوم نہیں کہ کوئی عمل قابل قبول ہو گا یا نہیں۔

حدیث شریف میں ایک قصہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دوا آدمی تھے۔ ایک عابد تھا، دوسرا گنہگار۔ وہ عابد اس گنہگار کو ہمیشہ ٹوکا کرتا تھا، وہ کہہ دیتا کہ مجھے میرے خدا پر چھوڑ۔ ایک دن اس عابد نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ خدا کی قسم! تیری مغفرت کبھی نہیں ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہ نے عالم ارواح میں دونوں کو جمع فرمایا اور گنہگار کو اس لئے کہ وہ رحمت کا امیدوار تھا معاف فرمادیا اور عابد کو اس قسم کھانے کی پاداش میں عذاب کا حکم فرمادیا اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ قسم نہایت سخت تھی۔ خود حق تعالیٰ شانہ تو ارشاد فرمائیں ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ“ (النساء: ۴۸) (حق تعالیٰ شانہ کفر و شرک کی مغفرت نہیں فرماویں گے، اس کے علاوہ ہر گناہ کی جس کے لئے چاہیں گے مغفرت فرمادیں گے) تو کسی کو کیا حق ہے کہ یہ کہنے کا کہ فلاں کی مغفرت نہیں ہو سکتی، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ معاصی پر، گناہوں پر، ناجائز باتوں پر گرفت نہ کی جائے، ٹوکا نہ جائے۔ قرآن و حدیث میں سینکڑوں جگہ اس کا حکم ہے، نہ ٹوکنے پر وعید ہے۔ احادیث میں بکثرت آیا ہے کہ جو لوگ کسی کو گناہ کرتے دیکھیں اور اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو وہ خود اس کی سزا میں مبتلا ہوں گے، عذاب میں شریک ہو گئے۔ اس مضمون کو میں اپنے رسالہ ”فضائل تبلیغ“ میں مفصل لکھ چکا ہوں، جس کا دل چاہے اس کو دیکھے۔ یہاں ایک ضروری چیز یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جہاں دینداروں کا گنہگاروں کو قطعی جہنمی سمجھ لینا مہلک ہے وہاں بھلائے کا ہر شخص کو مقتدا اور بڑا بنالینا خواہ کتنے ہی کفریات کہے، سم قاتل اور نہایت مہلک ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرتا ہے وہ اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کرتا ہے۔ بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں دجال، مکار، کذاب پیدا ہوں گے جو ایسی احادیث تم کو سناویں گے جو تم نے نہ سنی ہوں گی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

(۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ جِئْتُ بِالسَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس پاک ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمام آسمان و زمین، اور جو لوگ ان

فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ، كُفَا فِي الدَّرَجَاتِ وَهَكَذَا فِي مَجْمَعِ الزَّوَادِ، وَزَادَ فِي أَوَّلِهِ لَقِينُوا مَوْتَكُمْ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَهَا
 کے درمیان میں ہیں وہ سب، اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں وہ سب کچھ، اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب، ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا اقرار دوسری جانب ہو تو وہی تول میں بڑھ جائے گا۔

عَنْدَ مَوْتِهِ وَخَبَتْ لَهُ الْخَنَاءُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَمَنْ قَالَهَا فِي صَبْحَتِهِ؟ قَالَ: بَلَّكَ أَوْحِبُّ وَأَوْحِبُّ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ نَفْسِي بِيَدِهِ“ الْهَدِيثُ، قَالَ: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ، وَرَجَّاهُ ثِقَاتُ الْأَنْبَاءِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

ف: اس قسم کا مضمون بہت سی مختلف روایتوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے پاک نام کے برابر کوئی بھی چیز نہیں۔ بد قسمتی اور محرومی ہے ان لوگوں کی جو اس کو ہلکا سمجھتے ہیں، البتہ اس میں وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے، جس قدر اخلاص ہوگا اتنا ہی وزنی یہ پاک نام ہو سکتا ہے۔ اسی اخلاص کے پیدا کرنے کے واسطے مشلح صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنا پڑتی ہیں۔ ایک حدیث میں اس ارشاد نبوی سے پہلے ایک اور مضمون مذکور ہے، وہ یہ کہ حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میت کو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ تلقین کیا کرو۔ جو شخص مرتے وقت اس پاک کلمہ کو کہتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی تندرستی ہی میں کہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر تو اور بھی زیادہ جنت کو واجب کرنے والا ہے۔ اس کے بعد یہ قسمیہ مضمون ارشاد فرمایا جو اوپر ذکر کیا گیا۔

(۱۶) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ النَّخَعَامُ ابْنُ زَيْدٍ، وَقُرْدُ بْنُ كَعْبٍ وَبَحْرِيُّ ابْنُ عَمْرٍو، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَعْلَمُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا غَيْرَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِذَلِكَ بُعِثْتُ، وَإِلَى ذَلِكَ أَدْعُو،
 حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ تین کافر حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد! تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں جانتے (نہیں مانتے)؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ (نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا) اسی کلمہ کے ساتھ

فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي قَوْلِهِمْ "قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً" ط (الأنعام: ۱۹) میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں، اسی بارہ میں آیت "قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً" نازل ہوئی۔

اخرجه ابن اسحاق وابن المنذر وابن ابی حاتم وأبو الشيخ، كذا في الدر المنثور

ف: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسی کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں، یعنی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اسی کلمہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں۔ حضور ﷺ کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ حضور ﷺ کی اس میں خصوصیت ہے، بلکہ سارے ہی نبی اسی کلمہ کے ساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے اور سب ہی انبیاء علیہم السلام نے اسی کلمہ کی طرف دعوت دی ہے۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سے لے کر ختم الانبیاء فخر رسل ﷺ تک کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جو اس مبارک کلمہ کی دعوت نہ دیتا ہو۔ کس قدر بابرکت اور مہتمم بالشان کلمہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام اور سارے سچے مذہب اسی پاک کلمہ کی طرف بلانے والے اور اسی کے شائع کرنے والے رہے۔ آخر کوئی بات تو ہے کہ اس سے کوئی بھی سچا مذہب خالی نہیں۔ اسی کلمہ کی تصدیق میں قرآن پاک کی آیت "قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً" (الأنعام: ۱۹) نازل ہوئی جس میں نبی اکرم ﷺ کی تصدیق میں حق تعالیٰ شانہ کی گواہی کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی تصدیق فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں میرے بندہ نے سچ کہا ہے، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱۷) عَنْ لَيْثٍ قَالَ: قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أُمَّةٌ مُحَمَّدٌ (ﷺ) أَثْقَلُ النَّاسِ فِي الْمِيزَانِ ذَلَّتْ أَلْسِنَتُهُمْ بِكَلِمَةٍ، ثَقُلْتُ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (اخرج الاصبهانی فی الترغیب، كذا في الدر)

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ محمد (ﷺ) کی امت کے اعمال (حشر کی ترازو میں اس لئے) سب سے زیادہ بھاری ہیں کہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں جو ان سے پہلی امتوں پر بھاری تھا۔ وہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ہے۔

ف: یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا آلف ألف صلوة و تحیۃ کے

درمیان کلمہ طیبہ کا جتنا زور اور کثرت ہے کسی امت میں بھی اتنی کثرت نہیں ہے۔ مشائخ سلوک کی لاکھوں نہیں کروڑوں کی مقدار ہے اور پھر ہر شیخ کے کم و بیش سینکڑوں مرید اور تقریباً سب ہی کے یہاں کلمہ طیبہ کا ورد ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کے معمولات میں داخل ہے۔ ”جامع الاصول“ میں لکھا ہے کہ لفظ اللہ کا ذکر ورد کے طور پر کم از کم پانچ ہزار کی مقدار ہے اور زیادہ کے لئے کوئی حد نہیں اور صوفیہ کے لئے کم از کم پچیس ہزار روزانہ۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی مقدار کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم پانچ ہزار روزانہ ہو۔ یہ مقداریں مشائخ سلوک کی تجویز کے موافق کم و بیش ہوتی رہتی ہیں۔ میرا مقصود حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی تائید میں مشائخ کا انداز بیان کرنا ہے کہ ایک ایک شخص کے لئے روزانہ کی مقداریں کم از کم یہ بتائی گئی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ”قول جمیل“ میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ دو سو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

شیخ ابو یزید قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی، مگر وہ نوجوان

فوراً کہنے لگا کہ چچا! میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔ قرطبی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے: ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا، دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

یہ ایک واقعہ ہے، اس قسم کے نامعلوم کتنے واقعات اس امت کے افراد میں پائے جاتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ایک معمولی چیز ”پاسِ انفاس“ ہے، یعنی اس کی مشق کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر بغیر نہ اندر جائے نہ باہر آئے۔ امت محمدیہ کے کروڑوں افراد ایسے ہیں جن کو اس کی مشق حاصل ہے تو پھر کیا تردد ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے اس ارشاد میں کہ ان کی زبانیں اس کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی ساتھ مانوس اور متقاد ہو گئیں۔

(۱۸) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَضَرَ اَقْدَسَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ جنت قَالَ: مَكْتُوبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ: اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا، لَا اُعَذِّبُ مَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا، لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَهَا“ (بے شک) میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی

فَالْہَا۔ (اخرجه ابو الشیخ، کذا فی الدر)

معبود نہیں، جو شخص اس (کلمہ) کو کہتا رہے گا میں اس کو عذاب نہیں کروں گا۔

ف: گناہوں پر عذاب کا ہونا دوسری احادیث میں بکثرت آیا ہے، اس لئے اس سے اگر دائمی عذاب مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں، لیکن کوئی خوش قسمت ایسے اخلاص سے اس جملہ کا ورد رکھنے والا ہو کہ باوجود گناہوں کے اس کو بالکل عذاب نہ کیا جائے یہ بھی رحمت خداوندی سے بعید نہیں ہے، جیسا حدیث نمبر ۱۴ میں گذرا۔ اس کے علاوہ نمبر ۹ میں بھی کچھ تفصیل گزر چکی ہے۔

(۱۹) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاَعْبُدْنِیْ، مَنْ جَاءَنِیْ حَضَرَ اَقْدَسَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت جبریل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جلّ جلالہ کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہذا میری ہی عبادت کیا کرو، جو

مِنْكُمْ بِشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
بِإِلَٰ خَلَاصٍ، دَخَلَ فِي حِصْنِي. وَمَنْ
دَخَلَ حِصْنِي، آمِنَ عَذَابِي. (اخرجه ابو
نسيم في الحلية، كذا في الدرر وابن عساكر، كذا
في الجامع الصغير وفيه ايضا برواية الشيرازي
عس على ورقم له بالصحة، وفي الباب عن عتيان ابن مالك بلفظ "إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ، يَتَّبِعُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ" رواه الشيخان وعنه ابن عمر بلفظ "إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ مَنْ عِبَادَهُ إِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ،
الَّذِي يَمْتَرِدُ عَلَى اللَّهِ، وَأَمَّا أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رواه ابن ماجه)

ف: اگر یہ بھی کبار سے بچنے کے ساتھ مشروط ہو جیسا کہ حدیث نمبر ۵ میں گذر چکا
تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر کبار کے باوجود یہ کلمہ کہے تو پھر قواعد کے موافق تو عذاب
سے مراد دائمی عذاب ہے، ہاں اللہ جل ثنا کی رحمت قواعد کی پابند نہیں۔ قرآن پاک کا صاف
ارشاد ہے کہ اللہ جل ثنا شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے، اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے
معاف کر دیں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسی شخص کو عذاب کرتے
ہیں جو اللہ پر تمرد (ہیکڑی) کرے اور "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہنے سے انکار کرے۔ ایک حدیث
میں آیا ہے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" حق تعالیٰ شانہ کے غصہ کو دور کرتا رہتا ہے جب تک کہ دنیا کو
دین پر ترجیح نہ دیے لگیں اور جب دنیا کو دین پر ترجیح دیے لگیں اور "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہتے
رہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہو۔

(۲۰) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْإِسْتِغْفَارُ،
ثُمَّ قَرَأَ: "فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ". (محمد: ۱۹)

(اخرجه الطبرانی وابن مردويه والديلمی، كذا في الدرر، وفي الجامع الصغير برواية الطبرانی "مَا مِنْ الذِّكْرِ
أَفْضَلُ مِنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا مِنْ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ" ورقم له بالحسن)

ف: اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذر چکا ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ سب اذکار سے افضل ہے جس کی وجہ صوفیہ نے یہ لکھی ہے کہ دل کے پاک ہونے میں اس ذکر کو خاص مناسبت ہے۔ اس کی برکت سے دل ساری ہی گندگیوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ استغفار بھی شامل ہو جائے تو پھر کیا ہی کہنا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے کھالیا تھا تو اس کے پیٹ میں ان کی دعا یہ تھی: ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“ جو شخص بھی ان الفاظ سے دعا مانگے گا وہ ضرور قبول ہوگی۔ اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذرا ہے کہ سب سے افضل اور بہترین ذکر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے، لیکن وہاں سب سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ارشاد ہوا تھا اور یہاں استغفار وارد ہے۔ اس قسم کا اختلاف حالات کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے۔ ایک متقی پرہیزگار ہے اس کے لئے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ سب سے افضل ہے۔ ایک گناہ گار ہے، وہ توبہ و استغفار کا بہت محتاج ہے، اس کے حق میں استغفار سب سے اہم ہے۔ اس کے علاوہ افضلیت بھی مختلف وجوہ سے ہوتی ہے۔ منافع کے حاصل کرنے کے واسطے اللہ کی حمد و ثناء سب سے زیادہ نافع ہے اور مضرّاتیں اور تنگیوں دور کرنے کے لئے استغفار سب سے زیادہ مفید ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہ اس قسم کے اختلاف کی ہوتی ہیں۔

(۲۱) عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: عَلَيْكُمْ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْإِسْتِغْفَارَ، فَأَكْثِرُوا مِنْهُمَا، فَإِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ: أَهْلَكْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوبِ، وَأَهْلَكُونِي بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْإِسْتِغْفَارَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ أَهْلَكْتُهُمْ بِالْأَهْوَاءِ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ. (آخر حصہ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”استغفار“ کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”استغفار“ سے ہلاک کر دیا۔ جب میں نے دیکھا (کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے ان کو ہوائے نفس

ابو یعلیٰ، کذا فی الدر والجامع الصغیر ورقم له
(یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو
ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (بالضعف)

ف: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”استغفار“ سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا منتہائے مقصد دل پر اپنا زہر چڑھاتا ہے جس کا ذکر باب اول فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر گذر چکا اور یہ زہر جب ہی چڑھتا ہے جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہو، ورنہ شیطان کو ذلت کے ساتھ دل سے واپس ہونا پڑتا ہے اور اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک صفائی ہوتی ہے، دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے۔ اسی طرح استغفار کے بارہ میں کثرت سے احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ دلوں کے میل اور زنگ کو دور کرنے والا ہے۔ ابو علی دقاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب بندہ اخلاص سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہتا ہے تو ایک دم دل صاف ہو جاتا ہے (جیسا آئینہ پر بھیگا ہوا کپڑا پھیرا جائے)۔ پھر وہ ”إِلَّا اللَّهُ“ کہتا ہے تو صاف دل پر اس کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ شیطان کی ساری ہی کوشش بے کار ہو گئی اور ساری محنت رائیگاں گئی۔

ہوائے نفس سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ناحق کو حق سمجھنے لگے اور جو دل میں آجائے اسی کو دین اور مذہب بنالے۔ قرآن شریف میں کئی جگہ اس کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے: ”أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ط أَفَلَا تَذَكَّرُونَ“ (الجمانیہ: ۶۳) کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا (کہ حق بات کو نہ سنتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ دل میں اترتی ہے)۔ پس اللہ کے (گمراہ کر دینے کے) بعد کون ہدایت کر سکتا ہے، پھر بھی تم نہیں سمجھتے)۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ”وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ“ (النقص: ۵۰) (ایسے شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ کی طرف سے (اس

کے پاس) ہو، اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ اور بھی متعدد جگہ اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے، یہ شیطان کا بہت ہی سخت حملہ ہے کہ وہ غیر دین کو دین کے لباس میں سمجھاوے اور آدمی اس کو دین سمجھ کر کرتا رہے اور اس پر ثواب کا امیدوار بنارہے۔ اور جب وہ اس کو عبادت اور دین سمجھ کر کر رہا ہے تو اس سے توبہ کیونکر کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص زنا کاری، چوری وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو تو کسی نہ کسی وقت توبہ اور چھوڑ دینے کی امید ہے، لیکن جب کسی ناجائز کام کو وہ عبادت سمجھتا ہے تو اس سے توبہ کیوں کرے اور کیوں اس کو چھوڑے، بلکہ دن بدن اس میں ترقی کرے گا۔ یہی مطلب ہے شیطان کے اس کہنے کا کہ میں نے گناہوں میں مبتلا کیا لیکن ذکر اذکار، توبہ، استغفار سے وہ مجھے دق کرتے رہے تو میں نے ایسے جال میں پھانس دیا کہ اس سے نکل ہی نہیں سکتے۔ اس لئے دین کے ہر کام میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کو اپنا رہنا بہت ہی ضروری امر ہے اور کسی ایسے طریقہ کو اختیار کرنا جو خلاف سنت ہو، نیکی برباد گناہ لازم ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ شیطان کہتا ہے کہ میں نے امت محمدیہ کے سامنے گناہوں کو زیب و زینت کے ساتھ پیش کیا، مگر ان کے استغفار نے میری کمر توڑ دی تو میں نے ایسے گناہ ان کے پاس پیش کئے جن کو وہ گناہ ہی نہیں سمجھتے کہ ان سے استغفار کریں اور وہ اُہو یعنی بدعات ہیں کہ وہ ان کو دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈر، تو شیطان کو مجموعوں میں لعنت کرتا ہے اور چپکے سے اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس سے دوستی کرتا ہے۔ بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جیسے محسن کے احسانات معلوم ہونے کے بعد اور ان کے اقرار کے بعد اس کی نافرمانی کی جائے اور شیطان کی دشمنی کے باوجود، اس کی عیاری اور سرکشی معلوم ہونے کے باوجود اس کی اطاعت کی جائے۔

(۲۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَمُوتُ عَبْدٌ حَضَرَ أَدَسَ ﷺ كَأَنَّ ارشاد ہے کہ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"

يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کی پکے دل سے
شہادت دیتا ہو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔
مُوقِنٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَفِي رِوَايَةٍ
الدُّنْيَا مَغْفِرَتِ فَرَمَادِیْ گے۔

(احرجہ احمد والنسائی والطبرانی والحاکم والترمذی فی نوادر الاصول، وابن مردويه والبيهقي فی الاسماء
والصفات، کذا فی الدر وابن ماجه، وفی الباب عن عَمْرَانٍ بِأَقْطَرِ "مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ رَبُّهُ، وَأَنِّي نَبِيُّهُ مُوقِنًا مِنْ
قَلْبِهِ، حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ" رواه البزار ورقم له فی الجامع بالصحة، وفيه ايضاً برواية البزار عن أَبِي سَبْعَةَ "مَنْ
قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا، دَخَلَ الْجَنَّةَ" وَرَفَعَهُ لَهُ بِالصَّحِيحَةِ)

ف: حضور اقدس ﷺ سے صحیح حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ خوشخبری سنو اور
دوسروں کو بھی بشارت سنا دو کہ جو شخص سچے دل سے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا اقرار کرے وہ جنت
میں داخل ہوگا۔ اللہ جلّ جلالہ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے اور اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل
بھی بہت زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے۔ دنیا کے دکھاوے کے واسطے، لوگوں کے خوش کرنے کے
واسطے کوئی کام کیا جاوے وہ تو ان کی سرکار میں بے کار ہے، بلکہ کرنے والے کے لئے وبال
ہے، لیکن اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت کچھ رنگ لاتا ہے۔ اس لئے اخلاص سے جو
شخص کلمہ شہادت پڑھے اس کی ضرور مغفرت ہوگی، وہ ضرور جنت میں داخل ہو کر رہے گا،
اس میں ذرا بھی تردد نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ دنوں سزا بھگت کر
داخل ہو، لیکن ضروری نہیں۔ کسی مخلص کا اخلاص مالک الملک کو پسند ہو، اس کی کوئی خدمت ہی
پسند آجائے تو وہ سارے ہی گناہوں کو معاف فرما سکتے ہیں۔ ایسی کریم ذات پر ہم نہ مرئیں
کتنی سخت محرومی ہے۔ بہر حال ان احادیث میں کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے کے لئے بہت
کچھ وعدے ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں: قواعد کے موافق گناہوں کی سزا کے بعد معافی،
اور کرم، لطف، احسان اور مراحم خسروانہ میں بلا عذاب معافی۔

یحییٰ بن ائثم ایک محدث ہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے ان کو خواب
میں دیکھا، ان سے پوچھا: کیا گذری؟ فرمانے لگے کہ میری پیشی ہوئی مجھ سے فرمایا:
او گنہگار بوڑھے! تو نے فلاں کام کیا، فلاں کیا، میرے گناہ گنوائے گئے اور کہا گیا کہ تو نے

ایسے ایسے کام کئے۔ میں نے عرض کیا: یا اللہ! مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہنچی۔ فرمایا: اور کیا حدیث پہنچی؟ عرض کیا: مجھ سے عبدالرزاق نے کہا، اس سے معمر نے کہا، ان سے زہری نے کہا، ان سے عروہ نے کہا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ان سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ان سے حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا، ان سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو اور میں اس کو (اس کے اعمال کی وجہ سے) عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں لیکن اس کے بڑھاپے سے شرما کر معاف کر دیتا ہوں اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ عبدالرزاق نے سچ کہا، اور معمر نے بھی سچ کہا، اور زہری نے بھی سچ کہا، عروہ نے بھی سچ نقل کیا، عائشہ نے بھی سچ کہا، اور نبی ﷺ نے بھی سچ کہا اور جبریل نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچی بات کہی۔ یحییٰ بن الشیخ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے جنت میں داخلہ کا ارشاد فرمادیا۔

(۲۳) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَيْسَ شَيْءٌ إِلَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ إِلَّا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَدُعَاءُ الْوَالِدِ. (اخرجه ابن مردويه كذا في الدرر، وفي الجامع الصغير)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کے لئے اللہ کے یہاں پہنچنے کے لئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور باپ کی دعا بیٹے کے لئے ان دونوں کے لئے کوئی حجاب نہیں۔

بروایہ ابن السجار ورقم له بالضعف، وفي الجامع الصغير بروایہ الترمذی عن ابن عمر ورقم له بالضعف

”الْتَشْبِيحُ بِنُصْفِ الْعِمْرَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُهُ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ لَهَا دُونُ اللَّهِ حِجَابٌ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ“

ف: پردہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کے قبول ہونے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی، اور امور کے درمیان میں قبول تک اور بھی واسطے حائل ہوتے ہیں، لیکن یہ چیزیں براہ راست بارگاہ الہی تک فوراً پہنچتی ہیں۔

ایک کافر بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ نہایت متشدد و متعصب تھا، اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا، چونکہ مسلمانوں کو اس سے تکلیفیں بہت پہنچی تھیں اس لئے انتقام

کا جوش ان میں بھی بہت تھا، اس کو ایک دیگ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا۔ اس نے اول اپنے بتوں کو پکارنا شروع کیا اور مدد چاہی، جب کچھ بن نہ پڑا تو وہیں مسلمان ہوا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا ورد شروع کیا، لگاتار پڑھ رہا تھا، اور ایسی حالت میں جس خلوص اور جوش سے پڑھا جاسکتا ہے ظاہر ہے۔ فوراً اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بھی بجھ گئی اور دیگ بھی ٹھنڈی ہو گئی۔ اس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اڑی اور دور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری۔ یہ شخص لگاتار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا۔ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور انجوبہ دیکھ کر متحیر تھے، اس سے حال دریافت کیا، اس نے اپنی سرگذشت سنائی جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

(۲۴) عَنْ عُتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَضَرَ أَمْرًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَا ارشاد ہے: نہیں
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَنْ يُؤْفَى عَبْدٌ آئے گا کوئی شخص قیامت کے دن کہ ”لَا
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَنْجُو إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کو اس طرح سے کہتا ہو کہ
 بِذَلِكَ وَجَّهَ اللَّهُ إِلَّا حَرَّمَ عَلَى النَّارِ اللہ کی رضا کے سوا کوئی مقصود نہ ہو مگر جہنم
 (اخرجه احمد والبخاری ومسلم وابن ماجه، اس پر حرام ہوگی۔)

والبيهقي في الاسماء والصفات، كذا في الدرر

ف: جو شخص اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہا ہو اس پر جہنم کی آگ کا حرام ہونا ظاہری قواعد کے موافق تو مقید ہے کبار گناہ نہ ہونے کے ساتھ، یا جہنم کے حرام ہونے سے اس میں ہمیشہ کا رہنا مراد ہے، لیکن اللہ جل ثنا اس پاک کلمہ کو اخلاص سے پڑھنے والے کو باوجود گناہوں کے بالکل ہی جہنم سے معاف فرماویں تو کون روکنے والا ہے۔ احادیث میں ایسے بندوں کا بھی ذکر آتا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ بعض لوگوں کو فرمائیں گے تو نے فلاں گناہ کیا، فلاں کیا۔ اس طرح جب بہت سے گناہ گنوائے جائیں گے اور وہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہو گیا اور اقرار بغیر چارہ کار نہ ہو گا تو ارشاد ہو گا کہ ہم نے دنیا میں تیری ستاری کی، آج بھی ستاری کرتے ہیں، تجھے معاف کر دیا۔ اس نوع کے بہت سے واقعات احادیث میں موجود ہیں۔ اس لئے ان ذاکرین کے لئے بھی اس قسم کا معاملہ ہو تو بعید نہیں

ہے۔ اللہ کے پاک نام میں بڑی برکت اور بہبودی ہے۔ اس لئے جتنی بھی کثرت ہو سکے درلغ نہ کرنا چاہئے۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ مبارک ہستیاں جنہوں نے اس پاک کلمہ کی برکات کو سمجھا اور اس کے ورد میں عمریں ختم کر دیں۔

(۲۵) عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ طَلْحَةَ حَزِينًا، فَقِيلَ لَهُ: مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا عَبْدٌ عِنْدَ مَوْتِهِ، إِلَّا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَتَهُ، وَأَشْرَقَ لَوْنُهُ وَرَأَى مَا يُرْثُهُ، وَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْهَا إِلَّا الْقُدْرَةُ عَلَيْهِ، حَتَّى مَاتَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنِّي لَا أَعْلَمُهَا، قَالَ: فَمَا هِيَ؟ قَالَ: لَا نَعْلَمُ كَلِمَةً هِيَ أَعْظَمُ مِنْ كَلِمَةِ أَمْرِ بِهَا عَمَّةٌ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: فَهِيَ وَاللَّهِ هِيَ. (أَخْرَجَهُ إِبْرَاهِيمُ فِي الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ كَذَا فِي الْمَدْرِ، قُلْتُ: أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَأَقْرَأَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي أَهْمٍ، وَأَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِسَمْعِهِ بَرِيْدَةً فِيهِمَا، وَأَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ نہایت غمگین بیٹھے ہیں۔ کسی نے پوچھا: کیا بات ہے؟ فرمایا: میں نے حضور ﷺ سے یہ سنا تھا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص مرتے وقت اس کو کہے تو موت کی تکلیف اس سے ہٹ جائے اور رنگ چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے، مگر مجھے حضور ﷺ سے اس کلمہ کے پوچھنے کی قدرت نہ ہوئی (اس کا رنج ہو رہا ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (خوش ہو کر) کہنے لگے: کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑھا ہوا نہیں ہے جس کو حضور ﷺ نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا اور وہ ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ فرمایا: واللہ! یہی ہے، واللہ! یہی ہے۔

عن أمه، وفي شرح الصلوة للسيوطي وأخرج أبو يعلى والحاكم بسند صحيح عن طلحة وعمر قالا: سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إني أعلم كلمة، الحديث)

ف: کلمہ طیبہ کا سراسر نور و سرور ہونا بہت سی روایات سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مناہات“ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ

اندھیرے پانچ ہیں اور پانچ ان کے لئے چراغ ہیں: دنیا کی محبت اندھیرا ہے جس کا چراغ تقویٰ ہے، اور گناہ اندھیرا ہے جس کا چراغ توبہ ہے، اور قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ ہے، اور آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے، اور پل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے۔ رابعہ عذہ و یہ رحمۃ اللہ علیہا مشہور و رلیہ ہیں، رات بھر نماز میں مشغول رہتیں، صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر سورتیں اور جب صبح کا چاندنا اچھی طرح ہو جاتا تو گھبرا کر اٹھتیں اور نفس کو ملامت کرتیں کہ کب تک سوتا رہے گا۔ عنقریب قبر کا زمانہ آنے والا ہے جس میں صور پھونکنے تک سونا ہی ہوگا۔ جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو ایک خادمہ کو وصیت فرمائی کہ یہ اونی گدڑی جس کو وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں اس میں مجھے کفن دے دینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ حسب وصیت تجھیز و تکفین کر دی گئی، بعد میں اس خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے ہے اس نے دریافت کیا کہ وہ آپ کی گدڑی کیا ہوئی جس میں کفن دیا گیا تھا؟ فرمایا کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی۔ انہوں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، کہا کہ اللہ کا ذکر جتنا بھی کر سکو کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم قبر میں قابل رشک بن جاؤ گی۔

(۲۶) عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ حَزَنُوا عَلَيْهِ، حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوسُوسُ، قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَكُنْتُ مِنْهُمْ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّم، فَلَمْ أَشْعُرْ بِهِ، فَاسْتَكْنَى عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى سَلَّمَ عَلَى جَمِيعِنَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ لَا تَرُدَّ عَلَى أَخِيكَ عُمَرَ سَلَامَةً؟

حضور اقدس ﷺ (رُوحِی فِذَاہ) کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے۔ حضرت عمر میرے پاس تشریف لائے، مجھے سلام کیا، مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا، انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

قُلْتُ: مَا فَعَلْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلَى وَاللَّهِ لَقَدْ فَعَلْتَ، قَالَ: قُلْتُ: وَاللَّهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: صَدَقَ عُثْمَانُ، قَدْ شَفَعَكَ عَنْ ذَلِكَ أَمْرٌ؟ قُلْتُ: أَجَلُ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: تَوَفَّى اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ قَبْلَ أَنْ نُسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هَذَا الْأَمْرِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: قَدْ سَأَلْتَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: يَا بَابِي أَنْتَ وَ أُمِّي، أَنْتَ أَحَقُّ بِهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا نَجَاةُ هَذَا الْأَمْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلَى عَمِّي فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ. (رواه أحمد، كذا في المشكوة، وفي مجمع الزوائد رواه أحمد والطبرانی في الأوسط با اختصار وأبو يعلى بتمامه، والبخاري بنحوه وفيه رجل لم يسم، لكن الزهري وثقه وإبهمه، قلت: وذكر في مجمع

الزوائد: له متابعات بالفاظ متقاربة)

سے شکایت کی (کہ عثمان بھی بظاہر خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب بھی نہ دیا)۔ اس کے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا؟ (کیا بات ہے؟) میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے، نہ سلام کا پتہ چلا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا: سچ ہے، ایسا ہی ہوا ہوگا۔ غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہو گے، میں نے عرض کیا: واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں۔ میں اٹھا اور میں نے کہا: تم پر میرے ماں باپ قربان، واقعی تم ہی زیادہ مستحق تھے اسکے دریافت کرنے کے (کہ دین کی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کر لے جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب پران کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور

انہوں نے رد کر دیا تھا، وہی کلمہ نجات ہے۔

ف: و سائیں میں مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت رنج و غم کی شدت میں ایسے پریشان ہو گئے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر بہادر تلواریں ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضور ﷺ تو اپنے رب سے ملنے تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تھے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ دین اب ختم ہو چکا۔ بعض اس سوچ میں تھے کہ اب دین کے فروغ کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ بعض بالکل گم تھے کہ ان سے بولا ہی نہیں جاتا تھا۔ ایک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دم تھا جو حضور ﷺ کے ساتھ کمال عشق اور کمال محبت کے باوجود اس وقت ثابت قدم اور جے ہوئے قدم سے کھڑے تھے۔ انہوں نے للکار کر خطبہ پڑھا جس میں ”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ“ والی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے کہ محمد ﷺ نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں ہیں جسے موت آ ہی نہ سکے)۔ پس اگر وہ مرجائیں یا شہید ہو جائیں تو تم لوگ (دین سے) پھر جاؤ گے اور جو شخص (دین سے) پھر جائے گا وہ خدا کا تو کوئی نقصان نہیں کرے گا (اپنا ہی کچھ کھو دیگا)۔ مختصر طور پر اس قصہ کو میں اپنے رسالہ ”حکایات صحابہ“ میں لکھ چکا ہوں۔ آگے جو ارشاد ہے کہ اس کام کی نجات کیا ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ دین کے کام تو بہت سے ہیں، ان سب کاموں میں مدار کس چیز پر ہے کہ جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو۔ اس مطلب کے موافق جواب ظاہر ہے کہ دین کا سارا مدار کلمہ شہادت پر ہے اور اسلام کی جڑ ہی کلمہ طیبہ ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کام یعنی دین میں دو قسمیں بھی پیش آتی ہیں، و سائیں بھی گھیرتے ہیں، شیطان کی رخنہ اندازی بھی مستقل ایک مصیبت ہے، دنیاوی ضروریات بھی اپنی طرف کھینچتی ہیں، اس صورت میں مطلب ارشاد نبوی کا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی کثرت ان سب چیزوں کا علاج ہے کہ وہ اخلاص پیدا کرنے والا ہے، دلوں کا صاف کرنے والا ہے، شیطان کی ہلاکت کا سبب ہے، جیسا کہ ان سب روایات میں اس کے اثرات بہت سے ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا کلمہ اپنے پڑھنے والے سے ننانوے قسم کی بلائیں دور کرتا ہے جن میں سب سے کم غم ہے جو ہر

وقت آدمی پر سوار رہتا ہے۔

(۲۷) عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: أَنَا أَحَدُكَ مَا هِيَ كَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ الَّتِي أَعَزَّ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، وَهِيَ كَلِمَةُ التَّقْوَى الَّتِي الْأَصْ عَلَيْهِا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَمُّهُ أَبَا طَالِبٍ عِنْدَ الْمَوْتِ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (رواه احمد واخرجه الحاكم بهذا اللفظ وقال: صحيح على شرطهما واقره عليه الذهبي، واخرجه الحاكم برواه عثمان رضی اللہ عنہ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ، فَيَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" وَقَالَ: هَذَا صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا، ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ شَاهِدَيْنِ مِنْ حَدِيثِهِمَا)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا تھا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو شخص اس کو حق سمجھ کر اخلاص کے ساتھ دل سے (یقین کرتے ہوئے) اس کو پڑھے تو جہنم کی آگ اس پر حرام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بتاؤں وہ کلمہ کیا ہے؟ وہ وہی کلمہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اور اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو عزت دی۔ وہ وہی تقویٰ کا کلمہ ہے جس کی حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے ان کے انتقال کے وقت خواہش کی تھی۔ وہ شہادت ہے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی۔

صحيح على شرطهما، ثم ذكر له شاهدين من حديثهما

ف: حضور ﷺ کے چچا ابوطالب کا قصہ حدیث، تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں مشہور معروف ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو چونکہ ان کے احسانات نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں پر کثرت سے تھے اس لئے نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے چچا! "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہہ لیجئے، تاکہ مجھے قیامت کے دن آپ کی سفارش کا موقع مل سکے اور میں اللہ کے یہاں آپ کے اسلام کی گواہی دے سکوں۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے یہ طعنہ دیں گے کہ موت کے ڈر سے بھتیجے کا دین قبول کر لیا۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں اس وقت اس کلمہ کو کہنے سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔

اس پر حضور ﷺ رنجیدہ واپس تشریف لائے۔ اسی قصہ میں قرآن پاک کی آیت ”إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ“ (الفصص: ۵۶) نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں فرما سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے۔ اس قصہ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں، خدا اور اس کے رسول ﷺ سے بیگانہ رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی عزیز قریب بزرگ کی دعا سے بیڑا پار ہو جائے گا غلطی میں مبتلا ہیں، کام چلانے والا صرف اللہ ہی ہے، اسی کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اسی سے سچا تعلق قائم کرنا ضروری ہے، البتہ اللہ والوں کی صحبت، ان کی دعا، ان کی توجہ معین و مددگار بن سکتی ہے۔

(۲۸) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَمَّا أَذْنَبَ آدَمُ الذَّنْبَ الَّذِي أَذْنَبَهُ، رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ إِلَّا غَفَرْتَ لِي، فَأَوْحَى إِلَيَّ إِلَهُ: مَنْ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: تَبَارَكَ اسْمُكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى عَرْشِكَ، فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَعْظَمَ عِنْدَكَ قَدْرًا عَمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ اسْمِكَ، فَأَوْحَى إِلَيَّ إِلَهُ: يَا آدَمُ إِنَّهُ أَحَرُّ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، وَلَوْلَا هُوَ مَا خَلَقْتُكَ. (الخرجه الطبرانی فی الصغير والحاکم وابو نعیم والبیہقی کلاهما فی الدلائل، وابن عساکر فی الدرر، وفی معجم الزوائد رواه الطبرانی فی الاوسط)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے جب وہ گناہ صادر ہو گیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے رہتے تھے اور دعا و استغفار کرتے رہتے تھے)۔ ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا: یا اللہ! محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی)؟ عرض کیا: جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (ﷺ) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا۔

والصغير وفيه من لم اعرفهم، قلت: ويؤيد الآخر الحديث المشهور "وَلَوْلَاكَ لَمَّا خُلِقْتُ الْآفَلَاكُ" قَالَ انفاري في الموضوعات الكبير: موضوع

وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں، تمہاری اولاد میں سے ہیں، لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

لكن معناه صحيح، وفي النشرف معناه ثابت، ويؤيد الاول ما ورد في غير رواية من انه مكتوب على العرش والوراق الجنة "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" كما بسط طرفه السيوطي في مناقب اللآلئ في غير موضع، وبسط له شواهد ايضاً في تفسيره في سورة الم نشرح

ف: حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام نے اس وقت کیا کیا دعائیں کیں اور کس کس طرح سے گرو گزائے؟ اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور ان میں کوئی تعارض بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی، آقا کی خفگی ہوئی ہو وہی جانتا ہے۔ ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گذر جاتا ہے اور وہاں تو مالک الملک، رزاقی عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا کتاب تھا اور گذر کس پر رہی تھی؟ اس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا، اپنا مقرب بنایا، جو شخص جتنا ہی مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا اس پر اثر ہوتا ہے، بشرطیکہ کمینہ نہ ہو اور وہ تو نبی تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے ہیں کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو ان کے برابر نہیں ہو سکتا، چالیس برس تک سرا پر نہیں اٹھایا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو ان کا رونا بڑھ جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے اگر ان کے آنسوؤں کو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو ان کے آنسو بڑھ جائیں گے۔ ایسی حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہوگی ظاہر ہے۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں

اس لئے جو روایات میں ذکر کیا گیا ان سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ دوسرا مضمون عرش پر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" لکھا ہوا ہونا، یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں: پہلی سطر میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ لکھا تھا۔ دوسری سطر میں ”مَا قَدْ مُنَّا وَجَدْنَا، وَمَا أَكَلْنَا رَبِّحْنَا، وَمَا خَلَقْنَا خَسِرْنَا“ تھا (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا) اور تیسری سطر میں تھا ”أُمَّةٌ مُّذَنْبَةٌ، وَرَبٌّ غَفُورٌ“ (امت گناہ گار اور مالک بخشش والا)۔ ایک بزرگ کہتے ہیں: میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں، اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں، جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک بزرپتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے، جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سُرخ سی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ لکھا ہوا ملتا ہے۔ میں نے اس قصہ کو ابو یوسف شکاری رحمہ اللہ سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا: تعجب کی بات نہیں، میں نے ”ایلہ“ میں ایک مچھلی شکار کی تھی، اس کے ایک کان پر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور دوسرے پر ”مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ لکھا ہوا تھا۔

(۲۹) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ (و) أَلَمْ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ. (آخر حصہ ابن ابی شیبہ و احمد والدارمی و ابو داؤد و الترمذی و صحیحہ، وابن ماجہ و ابوسلمہ الکجی فی السنن، وابن الضریس و ابن ابی حاتم و الیہنسی فی الشعب، کذا فی الدرر)

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن سے نقل کرتی ہیں کہ اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسم اعظم کے نام سے عام طور پر مشہور ہے) ان دو آیتوں میں ہے (بشرطیکہ اخلاص سے پڑھی جائیں) وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (البقرة: ۱۶۳) اور أَلَمْ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (ال عمران: ۲۰۱)

ف: اسم اعظم کے متعلق روایات حدیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے کہ جو دعا بھی اس کے بعد مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

البتہ اسم اعظم کی تعیین میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور یہ عادت اللہ ہے کہ ہر ایسی مہتمم بالشان چیز میں اخفا کی وجہ سے اختلاف پیدا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ شب قدر کی تعیین میں، جمعہ کے دن دعا قبول ہونے کے خاص وقت میں اختلاف ہوا۔ اس میں بہت سی مصالح ہیں جن کو میں اپنے رسالہ ”فضائل رمضان“ میں لکھ چکا ہوں۔ اسی طرح اسم اعظم کی تعیین میں بھی مختلف روایات وارد ہوئیں۔ منجملہ ان کے یہ روایت بھی ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔ اور بھی روایات میں ان آیتوں کے متعلق ارشاد وارد ہوا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ متمرّد اور شرّی شیاطین پر ان دو آیتوں سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں، وہ دو آیتیں ”وَالْهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ“ سے شروع ہیں۔ ابراہیم بن وسمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجنونانہ حالت نظر کے لئے ان آیات کا پڑھنا مفید ہے۔ جو شخص ان آیات کے پڑھنے کا اہتمام رکھے اس قسم کی چیزوں سے محفوظ ہے۔ ”وَالْهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ“ پوری آیت (البقرة: ۱۶۳) ”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ“ آیۃ الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخر آیت اور ”إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ مِنْ مَّحْسِنِينَ“ تک (الاعراف: ۵۴) اور سورۃ حشر کی آخری آیتیں (هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ) ہمیں یہ بات پہنچی کہ سب آیات (جن کو گنویا) عرش کے کونوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچوں کو اگر ڈر لگتا ہو یا نظر کا اندیشہ ہو تو یہ آیات ان کے لئے لکھ دیا کرو۔ علامہ شامی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اسم اعظم لفظ ”اللہ“ ہے اور لکھا ہے کہ یہی قول علامہ طحاوی رضی اللہ عنہ اور بہت سے علماء سے نقل کیا گیا ہے اور اکثر عارفین (اکابر صوفیہ) کی یہی تحقیق ہے۔ اسی وجہ سے ان کے نزدیک ذکر بھی اسی پاک نام کا کثرت سے ہوتا ہے۔ سید الطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے، فرماتے ہیں کہ اسم اعظم ”اللہ“ ہے، بشرطیکہ جب تو اس پاک نام کو لے تو تیرے دل میں اس کے سوا کچھ نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ عوام کے لئے اس پاک نام کو اس طرح لینا چاہئے کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو، اور خواص کے لئے اس طرح ہو کہ اس پاک نام والے کی ذات و صفات کا بھی استحضار ہو، اور انھیں الخواص کے لئے یہ ضروری

ہے کہ اس پاک ذات کے سوا دل میں کوئی چیز بھی نہ ہو، کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں بھی یہ مبارک نام اتنی کثرت سے ذکر کیا گیا کہ حد نہیں جس کی مقدار دو ہزار تین سو ساٹھ بتاتے ہیں۔

شیخ اسماعیل فرغانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک عرصہ سے اسم اعظم سیکھنے کی تمنا تھی، مجاہدے بہت کرتا تھا، کئی کئی دن فاقے کرتا تھی کہ فاقوں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر جاتا۔ ایک روز میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور میرے قریب کھڑے ہو گئے، مجھے ان کو دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ فرشتے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: کیا تو اسم اعظم سیکھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں بتا دیجئے۔ میں یہ گفتگو سن کر غور کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ وہ لفظ ”اللہ“ ہے بشرطیکہ صدق لجا سے ہو۔ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صدق لجا کا مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کی حالت اس وقت ایسی ہو کہ جیسا کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی بھی اس کا بچانے والا نہ ہو تو ایسے وقت جس خلوص سے نام لیا جائے گا وہ حالت مراد ہے۔ اسم اعظم معلوم ہونے کے لئے بڑی اہلیت اور بڑے ضبط و تحمل کی ضرورت ہے۔

ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کو اسم اعظم آتا تھا۔ ایک فقیر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تمنا و استدعا کی کہ مجھے بھی سکھا دیجئے۔ اُن بزرگ نے فرمایا: تم میں اہلیت نہیں ہے۔ فقیر نے کہا کہ مجھ میں اس کی اہلیت ہے، تو بزرگ نے فرمایا کہ اچھا فلاں جگہ جا کر بیٹھ جاؤ اور جو واقعہ وہاں پیش آوے اس کی مجھے خبر دو۔ فقیر اس جگہ گئے، دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لادے ہوئے آ رہا ہے۔ سامنے سے ایک سپاہی آیا جس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کی اور لکڑیاں چھین لیں۔ فقیر کو اس سپاہی پر بہت غصہ آیا، واپس آ کر بزرگ سے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے اگر اسم اعظم آ جاتا تو اس سپاہی کے لئے بددعا کرتا۔ بزرگ نے کہا کہ اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسم اعظم سیکھا تھا۔

(۳۶) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَخْرِجُوا
مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (قیامت کے دن) حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرمائیں گے کہ
جہنم سے ہر اُس شخص کو نکال لو جس نے ”لا“

وَفِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْإِيمَانِ. إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا ہوا اور اس کے دل میں
 أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ، أَوْ ذَكَرَنِي، أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ. کو نکال لو جس نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا
 (اخرجہ الحاکم بروایۃ المؤمنین عن المبارک) ہو یا مجھے (کسی طرح بھی) یاد کیا ہو یا کسی
 بن فضالہ، وقال: صحيح الاسناد وأقره موقعہ پر مجھ سے ڈرا ہو۔

عليه الذہبی وقال الحاکم: قد تابع أبو داود مؤملاً على روايته واختصره

ف: اس پاک کلمہ میں حق تعالیٰ شانہ نے کیا کیا برکات رکھی ہیں۔ اس کا معمولی سا
 اندازہ اتنی ہی بات سے ہو جاتا ہے کہ سو برس کا بوڑھا جس کی تمام عمر کفر و شرک میں گزری
 ہو، ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور عمر بھر کے
 سارے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کئے ہوں تب بھی
 اس کلمہ کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنم سے ضرور نکلے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (جو
 حضور اقدس ﷺ کے راز دار ہیں) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
 (ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے) کہ اسلام ایسا دھندلا رہ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار
 (پرانے ہو جانے سے) دھندلے ہو جاتے ہیں کہ نہ کوئی روزہ کو جانے گا، نہ حج کو، نہ زکوٰۃ
 کو، آخر ایک رات ایسی ہوگی کہ قرآن پاک بھی اٹھالیا جائے گا، کوئی آیت اس کی باقی نہ
 رہے گی۔ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں یہ کہیں گی کہ ہم نے اپنے بڑوں کو کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“
 پڑھتے سنا تھا، ہم بھی اسی کو پڑھیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد نے عرض کیا
 کہ جب زکوٰۃ، حج، روزہ کوئی رکن نہ ہوگا تو یہ کلمہ ہی کیا کام دے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
 نے سکوت فرمایا۔ انھوں نے پھر یہی عرض کیا۔ تیسری مرتبہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے
 فرمایا کہ (کسی نہ کسی وقت) جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، یعنی
 ارکان اسلام کے ادا نہ کرنے کا عذاب بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت اس کلمہ کی برکت سے
 نجات پائے گا۔ یہی مطلب ہے حدیث بالا کا کہ اگر ایمان کا ذرا سا حصہ بھی ہے تب بھی
 جہنم سے کسی نہ کسی وقت نکالا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

پڑھے وہ اس کو کسی نہ کسی دن ضرور کام دے گا، گو اس کو کچھ نہ کچھ سزا بھگتنا پڑے۔

(۳۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ، عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ طَيِّلِ السَّيِّئَةِ، مَكْفُوفَةٌ بِاللَّدِيَّاجِ، فَقَالَ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ هَذَا يُرِيدُ أَنْ يُرْفَعَ كُلُّ رَاغٍ وَابْنِ رَاغٍ، وَيَضَعَ كُلُّ فَارِسٍ وَابْنِ فَارِسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُغَضِبًا، فَآخَذَ بِمَجَامِعِ نَوْبِهِ فَاجْتَذَبَهُ، وَقَالَ: أَلَا أَرَى عَلَيْكَ ثِيَابَ مَنْ لَا يَعْقِلُ، ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَجَلَسَ، فَقَالَ: إِنَّ نَوْحًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي قَاصٌّ عَلَيْكُمَا الْوَصِيَّةَ، أَمْرُكُمَا بِاثْنَيْنِ وَأَنْهَاكُمَا عَنِ اثْنَيْنِ، الشِّرْكَ وَالْكِبْرَ، وَأَمْرُكُمَا بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيهِمَا لَوْ وُضِعَتْ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي الْكِفَّةِ الْآخَرَى، كَانَتْ أَرْجَحَ مِنْهُمَا، وَلَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيهِمَا كَانَتْ حَلَقَةً، فَرُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهَا، لَقُضِمَتْهَا وَأَمْرُكُمَا بِسُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، فَإِنَّهُمَا صَلَوةٌ كُلِّ شَيْءٍ وَبِهِمَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ. (أخرجہ الحاکم

حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا جو ریشمی جبہ پہن رہا تھا اور اس کے کناروں پر دیباچ کی گوٹ تھی۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب کر کے) کہنے لگا کہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) یہ چاہتے ہیں کہ ہر چرواہے (بکری چرانے والے) اور چرواہے زادے کو بڑھا دیں اور شہسوار اور شہسواروں کی اولاد کو گرا دیں۔ حضور ﷺ ناراضگی سے اٹھے اور اس کے کپڑوں کو گریبان سے پکڑ کر ذرا کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ (تو ہی بتا) تو بیوقوفوں کے سے کپڑے نہیں پہن رہا ہے، پھر اپنی جگہ واپس آ کر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں (آخری) وصیت کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں۔ جن سے روکتا ہوں ایک شرک ہے، دوسرا تکبر اور جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے

وَقَالَ: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَخْرُجْهُ لِلصَّغْبِ
ابْنُ زُهَيْرٍ، فَإِنَّهُ ثِقَةٌ قَلِيلُ الْحَدِيثِ. وَاقْرَأْهُ
عَلَيْهِ الذَّمُّ وَقَالَ: الصَّغْبُ ثِقَةٌ وَرَوَاهُ ابْنُ
عَجَلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مَرَّةً. قُلْتُ:
وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ بزيادةٍ فِيهِ بِطَرَقٍ وَفِي
بَعْضِ مِنْهَا: "فَإِنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضَيْنِ
السَّبْعَ كُنَّ خَلْقَةً مِنْهُنَّ فَصَنَعَتْهُنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ" وَذَكَرَهُ الْمُنْذَرِيُّ فِي التَّرْغِيبِ عَنْ ابْنِ
عَمْرِ بْنِ مَخْتَصِرٍ، وَفِيهِ "لَوْ كَانَتْ خَلْقَةً
لَقَصَعْتُهُنَّ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى اللَّهِ" نَمَّ قَالَ: رَوَاهُ
الْبَزَارُ وَرَوَاهُ مُحْتَجٌّ بِهِمْ فِي الصَّحِيحِ إِلَّا ابْنَ

اگر سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور
دوسرے میں (اخلاص سے کہا ہوا) "لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ" رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا جھک
جائے گا اور اگر تمام آسمان و زمین اور جو
کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس پاک
کلمہ کو اس پر رکھ دیا جائے تو وہ وزن سے
ٹوٹ جائے اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا
ہوں وہ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" ہے
کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور
انہیں کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرمایا
جاتا ہے۔

اسحاق، وهو في النسائي عن صالح بن سعيد رفعه إلى سليمان بن يسار، إلى رجل من الأنصار لم
يسنه ورواه الحاكم عن عبدالله وقال: صحيح الإسناد ثم ذكر لفظه، قلت: وحديث سليمان بن يسار يأتي في
بيان التيسير، وفي مجمع الروايات رواه أحمد، ورواه الطبراني بنحوه ورواه البزار من حديث ابن عمر رضي الله عنه،
ورجال أحمد ثقات وقال في رواية البزار محمد بن اسحاق وهو مدلس وهو ثقة

ف: حضور اقدس ﷺ کا کپڑوں کے متعلق ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ
ظاہر سے باطن پر استدلال کیا جاتا ہے، جس شخص کا ظاہر حال خراب ہے اس کے باطن کا
حال بھی بظاہر ویسا ہی ہے۔ اس لئے ظاہر کو بہتر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے کہ باطن اس کے تابع
ہوتا ہے۔ اسی لئے صوفیہ کرام ظاہری طہارت و وضو وغیرہ کا اہتمام کراتے ہیں تاکہ باطن کی
طہارت حاصل ہو جائے۔ جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں: اچی!! باطن اچھا ہونا چاہئے،
ظاہر چاہے کیسا ہی ہو، صحیح نہیں۔ باطن کا اچھا ہونا مستقل مقصود ہے اور ظاہر کا بہتر ہونا مستقل۔
نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں میں ہے: "اللَّهُمَّ اجْعَلْ سِرِّي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ
عَلَانِيَتِي صَالِحَةً" (اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے زیادہ بہتر بنا اور میرے ظاہر کو
صالح اور نیک بنادے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے یہ دعا

تعلیم فرمائی ہے۔

(۳۲) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ كَنِيبٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: مَا لِي أَرَاكَ كَنِيبًا؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لِي الْبَارِحَةَ فَلَانٌ، وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ، قَالَ: فَهَلْ لَقِيتَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَقَالَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ هِيَ لِلْأَحْيَاءِ، قَالَ: هِيَ أَهْدَمُ لِدُنُوبِهِمْ، هِيَ أَهْدَمُ لِدُنُوبِهِمْ. (رواه أبو يعلى والبزار وفيه زائدة بن أبي الرقاد ونسقه القواريري وضحه البخاري وغيره، كذا في مجمع الزوائد وأخرج بمعناه عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قُلْتُ: وَرَوَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُهُمَا "مَنْ قَالَ إِذَا مَرَّ بِالسَّغَائِرِ السَّلَامَ عَلَى أَهْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ أَهْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كَيْفَ وَخَدْتُمْ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، غَفِرَ لِمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاحْشَرْنَا فِي رُؤْمَرَةٍ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، غَفِرَ لَهُ ذُنُوبٌ خَمْسِينَ سَنَةً، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ ذُنُوبٌ خَمْسِينَ سَنَةً؟ قَالَ: لِبَوَالِدَيْهِ وَلِقَرَاتِهِ وَلِعَامَةِ الْمُسْلِمِينَ" رواه الديلمي في تاريخ همدان والرافعي وابن النجار، كذا في منتخب كنز العمال، لكن روى نحوه السيوطي في ذيل اللآلئ وتكلم على سنده، وقال: الاسناد كله ظلمات، ورمى رجاله بالكذب، وفي تنبيه الغافلين: وروى عن بعض الصحابة "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ خَالِصًا، وَمَدَّهَا بِالشَّعْطِطِ، كَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْبَعَةَ أَلْفِ ذَنْبٍ بِالْكَلِّ هِيَ مِثْلُ مَا دِينُهُ وَالْآلَا هِيَ)۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں رنجیدہ سے ہو کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ میں تمہیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ گزشتہ شب میرے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو گیا، میں نزع کی حالت میں ان کے پاس بیٹھا تھا (اس منظر سے طبیعت پر اثر ہے)۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کو "لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی تلقین بھی کی تھی؟ عرض کیا: کی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا؟ عرض کیا کہ پڑھ لیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ جنت اس کے لئے واجب ہو گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہو؟ حضور ﷺ نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ کلمہ ان کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے)۔

رُؤْمَرَةٍ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، غَفِرَ لَهُ ذُنُوبٌ خَمْسِينَ سَنَةً، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ ذُنُوبٌ خَمْسِينَ سَنَةً؟ قَالَ: لِبَوَالِدَيْهِ وَلِقَرَاتِهِ وَلِعَامَةِ الْمُسْلِمِينَ" رواه الديلمي في تاريخ همدان والرافعي وابن النجار، كذا في منتخب كنز العمال، لكن روى نحوه السيوطي في ذيل اللآلئ وتكلم على سنده، وقال: الاسناد كله ظلمات، ورمى رجاله بالكذب، وفي تنبيه الغافلين: وروى عن بعض الصحابة "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ خَالِصًا، وَمَدَّهَا بِالشَّعْطِطِ، كَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْبَعَةَ أَلْفِ ذَنْبٍ بِالْكَلِّ هِيَ مِثْلُ مَا دِينُهُ وَالْآلَا هِيَ)۔

مِنَ الْكِبَائِرِ، قِيلَ: إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَرْبَعَةُ آلَافِ ذَنْبٍ؟ قَالَ: يُغْفَرُ مِنْ ذُنُوبِ أَهْلِهِ وَجِيرَانِهِ. قلت: وروى بسمناء مرفوعاً، لكنهم حكموا عليه بالوضع كما في ذيل اللآلی، نعم يؤيده الأمر بدفن جوار الصالح و تاذیه بجوار السوء، ذكره السيوطی فی اللآلی بطرق وورد السلام علی اهل القبور بالفاظ مختلفة فی كنز العمال وغيره)

ف: مقابر میں اور میت کے قریب کلمہ طیبہ پڑھنے کے متعلق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کا شعار (نشان) جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“ ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کا نشان ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ“ ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے اندھیروں میں اُن کا نشان ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“ ہوگا۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کو کثرت سے پڑھنے کی برکتیں مرنے سے پہلے بھی بسا اوقات نزع کے وقت سے محسوس ہو جاتی ہیں اور بعض اللہ کے بندوں کو اس سے بھی پہلے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ابو العباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے شہر ”اشبیلہ“ میں بیمار پڑا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ بہت سے پرند بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید، سرخ، سبز ہیں جو ایک ہی دفعہ سب کے سب پر سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی مرتبہ کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بڑے بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے۔ میں اس سب کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں۔ میں جلدی جلدی کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا۔ یہ ایک اور مؤمن کے لئے تحفہ ہے جس کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا مجھے بٹھا دو، لوگوں نے بٹھا دیا، پھر فرمایا: (یا اللہ! تو نے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا، مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی۔ تو نے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا، مجھ سے اس میں نافرمانی ہوئی، تین مرتبہ یہی کہتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: لیکن ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ یہ فرما کر ایک جانب غور سے دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھا: کیا دیکھتے ہو؟ فرمایا: کچھ سبز چیزیں ہیں کہ نہ وہ آدمی ہیں نہ جن، اس کے بعد انتقال فرمایا۔ زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا کو کسی نے خواب میں

دیکھا، اس سے پوچھا: کیا گزری؟ اس نے کہا کہ ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہو گئی: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَفْبَىٰ بِهَا عُمْرِي، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَذْخُلُ بِهَا قَبْرِي، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَخْلُو بِهَا وَحْدِي، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَقْبَىٰ بِهَا رَبِّي“ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ اپنی عمر کو ختم کروں گی اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہی کو قبر میں لے کر جاؤں گی اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہی کے ساتھ تنہائی کا وقت گزاروں گی اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہی کو لے کر اپنے رب کے پاس جاؤں گی۔

(۳۳) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَوْصِنِي، قَالَ: إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاتَّبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟ قَالَ: هِيَ أَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ. (رواه أحمد وفيه مجمع الزوائد ورواه أحمد ورجاله ثقات إلا أن شمر بن عطية حدثه عن أشياخه، ولم يسم أحدا منهم، قال السيوطي في الدر: أخرجه أيضاً ابن مردويه، والبيهقي في

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے، ارشاد ہوا کہ جب کوئی برائی سرزد ہو جائے تو کفارہ کے طور پر فوراً کوئی نیک کام کر لیا کرو (تاکہ برائی کی نحوست دھل جائے) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔

الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ، قُلْتُ: وَأَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ بِإِسْنَادِهِ، قُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ! أَتَى اللَّهُ خَيْكَ كُنْتَ وَاتَّبَعَ الشَّيْئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسِ يَخْلُقُ حَسَنًا“ وقال: صحيح على شرطهما وأقره عليه الذهبي، وذكره السيوطي في الجامع مختصراً ورفق له بالصحة)

ف: برائی اگر گناہِ صغیرہ ہے تو نیکی سے اس کا محو ہو جانا اور مٹ جانا ظاہر ہے اور اگر کبیرہ ہے تو قواعد کے موافق توبہ سے محو ہو سکتی ہے یا محض اللہ کے فضل سے، جیسا پہلے بھی گذر چکا ہے۔ بہر صورت محو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ گناہ نہ اعمال نامہ میں رہتا ہے، نہ کہیں اس کا ذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ وہ گناہ کرانا کا تہمین کو بھٹلا دیتے ہیں اور اس گناہ گار کے ہاتھ پاؤں کو بھی

بھلا دیتے ہیں اور زمین کے اس حصہ کو بھی جس پر وہ گناہ کیا گیا ہے، حتیٰ کہ کوئی بھی اس گناہ کی گواہی دینے والا نہیں رہتا۔ گواہی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں آدمی کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے دوسرے حصے نیک یا بد اعمال جو بھی کئے ہوں ان کی گواہیاں دیں گے، جیسا کہ باب سوم فصل دوم حدیث نمبر ۱۸ کے تحت میں آ رہا ہے۔ حدیث بالا کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ توبہ اس کو کہتے ہیں کہ گناہ ہو چکا، اس پر انتہائی ندامت اور شرم ہو اور آئندہ کے لئے پکا ارادہ ہو کہ پھر کبھی اس گناہ کو نہیں کروں گا۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور ایسے اخلاص سے عمل کیا کر جیسا کہ وہ پاک ذات تیرے سامنے ہو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر اور اللہ کی یاد ہر پتھر اور ہر درخت کے قریب کر (تاکہ بہت سے گواہ قیامت کے دن ملیں) اور جب کوئی برائی ہو جائے تو اس کے کفارہ میں کوئی نیکی کیا کر۔ اگر برائی مخفی کی ہے تو نیکی بھی مخفی ہو اور اگر برائی کو علی الاعلان کیا ہے تو اس کے کفارہ میں نیکی بھی علی الاعلان ہو۔

(۳۴) عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : مَنْ قَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُؤًا يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُؤًا أَحَدٌ" عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ

لَهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ حَسَنَةٍ . (أخرجه أحمد قلت أخرج الحاكم شواهدہ بالفاظ مختلفة)

ف: کلمہ طیبہ کی خاص خاص مقدار پر بھی حدیث کی کتابوں میں بڑی فضیلتیں ذکر فرمائی گئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے: جب تم فرض نماز پڑھا کرو تو ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاحِدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" پڑھا کرو۔ اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے ایک غلام آزاد کیا۔

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
 "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ
 أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ يَكُنْ لَهُ كُفُوءًا أَحَدًا" پڑھے اس کے
 وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوءًا أَحَدًا" كَتَبَ اللَّهُ لَهُ لئے میں لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔

الْقِيُ أَلْفٍ حَسَنَةٍ. (رواه الطبرانی، كذا في الترغيب وفي مجمع الزوائد فيه فاید ابو الورقاء منروك)

ف: کس قدر اللہ جلّ ثناؤ کی طرف سے انعام و احسان کی بارش ہے کہ ایک معمولی سی
 چیز کے پڑھنے پر جس میں نہ مشقت نہ وقت خرچ ہو، پھر بھی ہزار ہزار، لاکھ لاکھ نیکیاں عطا
 ہوتی ہیں، لیکن ہم لوگ اس قدر غفلت اور دنیاوی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ان
 الطاف کی بارشوں سے کچھ بھی وصول نہیں کرتے۔ اللہ جلّ ثناؤ کے یہاں ہر نیکی کے لئے کم از
 کم دس گنا ثواب تو متعین ہی ہے، بشرطیکہ اخلاص سے ہو۔ اس کے بعد اخلاص ہی کے
 اعتبار سے ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام لانے سے جتنے گناہ
 حالت کفر میں کئے ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں، اس کے بعد پھر حساب ہے۔ ہر نیکی دس
 گنے سے لے کر سات سو تک اور جہاں تک اللہ چاہیں لکھی جاتی ہے اور برائی ایک ہی لکھی
 جاتی ہے، اور اگر اللہ جلّ ثناؤ اس کو معاف فرمادیں تو وہ بھی نہیں لکھی جاتی۔ دوسری حدیث
 میں ہے کہ جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو صرف ارادہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور
 جب عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں سات سو تک اور اس کے بعد جہاں تک اللہ تعالیٰ شانہ چاہیں
 لکھی جاتی ہیں۔ اس قسم کی اور بھی احادیث بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ
 اللہ جلّ ثناؤ کے یہاں دینے میں کمی نہیں، کوئی لینے والا ہو، یہی چیز اللہ والوں کی نگاہ
 میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی ان کو نہیں لُبھا سکتی۔
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْهُمْ -

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اعمال چھ طریقے کے ہیں اور آدمی چار طریقے کے:
 دو عمل تو واجب کر نیوالے ہیں، اور دو برابر برابر، اور ایک دس گنا، اور ایک سات سو گنا۔ دو عمل

جو واجب کرنے والے ہیں: ایک یہ کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، دوسرے جو شخص شرک کی حالت میں مرے ضرور جہنم میں جائے گا۔ اور جو عمل برابر برابر ہے وہ نیکی کا ارادہ ہے کہ دل اس کے لئے پختہ ہو گیا ہو (مگر اس عمل کی نوبت نہ آئی ہو)، اور دس گنا اجر ہے اگر عمل بھی کر لے، اور اللہ کے راستہ میں (جہاد وغیرہ میں) خرچ کرنا سات سو درجہ کا اجر رکھتا ہے۔ اور گناہ اگر کرے تو ایک کا بدلہ ایک ہی ہے۔ اور چار قسم کے آدمی یہ ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن پر دنیا میں وسعت ہے، آخرت میں تنگی ہے، بعض ایسے ہیں جن پر دنیا میں تنگی ہے آخرت میں وسعت، بعض ایسے ہیں کہ جن پر دونوں جگہ تنگی ہے (کہ دنیا میں فقر، آخرت میں عذاب ہے)۔ بعض ایسے ہیں کہ دونوں جہان میں وسعت ہے۔ ایک شخص حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں نے سنا ہے آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل ثناؤ بعض نیکوں کا بدلہ دس لاکھ گنا عطا فرماتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ میں نے، خدا کی قسم! ایسا ہی سنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ بعض نیکوں کا ثواب بیس لاکھ تک ملتا ہے اور جب حق تعالیٰ شانہ ”يُضَاعِفُهَا وَيُؤْتِي مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا“ (النساء: ۷۰) ارشاد فرمائیں (اس کے ثواب کو بڑھاتے ہیں اور اپنے پاس سے بہت سا اجر دیتے ہیں) جس چیز کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم فرمائیں اس کی مقدار کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ امام غزالی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثواب کی اتنی بڑی مقداریں جب ہی ہو سکتی ہیں جب ان الفاظ کے معانی کا تصور اور لحاظ کر کے پڑھے کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہ کی اہم صفات ہیں۔

(۳۶) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مَنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ، فَيُبَلِّغُ أَوْ فَيَسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُولُ: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ حُضُورًا قَدَسَ ﷺ كَا ارشاد ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دعا پڑھے: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" اس کے لئے

الثَّمَانِيَةُ، يَدْخُلُ مِنْ أَيْهَا شَاءَ“ (رواہ مسلم) جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے دل چاہے داخل ہو۔

ابو داؤد "ثُمَّ نَزَعَ طَرَفَهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ يَقُولُ" فذكره ورواه الترمذی، کابی داؤد وزاد "اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الثَّمَانِيَةِ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُسْتَطْعِمِينَ" الحديث وتكلم فيه، كذا في الترغيب، زاد السيوطی فی الترغیب ابن أبي شيبة والدارمی

ف: جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ بھی کافی ہے، پھر آٹھوں کا کھل جانا یہ غایتِ اعزاز و اکرام کے طور پر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور ناحق کسی کا خون نہ کیا ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

(۳۷) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِائَةَ مَرَّةٍ إِلَّا بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجْهَهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبُذْرِ، وَلَمْ يُرْفَعْ لِأَحَدٍ يَوْمَئِذٍ عَمَلٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ أَوْ زَادَ.

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس سے زیادہ پڑھے۔

(رواہ الطبرانی وفيه عبد الوهاب بن ضحاک متروک، کذا فی مجمع الزوائد، قلت: هو من رواة ابن ماجه ولا شك أنهم ضعفوه جدًا، إلا أن معناه مؤيد، بروايات منها ما تقدم من روايات يحيى بن طلحة ولا شك أنه أفضل الذكر، وله شاهد من حديث أم هانئ (الأنبي)

ف: متعدد آیات و روایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" دل کے لئے بھی نور ہے اور چہرے کے لئے بھی نور ہے اور یہ تو مشاہدہ بھی ہے کہ جن اکابر کا اس کلمہ کی کثرت معمول ہے ان کا چہرہ دنیا میں ہی نورانی ہوتا ہے۔

(۳۸) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: افْتَحُوا عَلَى صِبْيَانِكُمْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ بَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَقْنُوهُمْ

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بچہ کو شروع میں جب وہ بولنا سیکھنے لگے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت آئے جب

عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِنَّهُ
مَنْ كَانَ أَوَّلَ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
وَآخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ عَاشَ
أَلْفَ سَنَةٍ لَمْ يُسْأَلْ عَنْ ذَنْبٍ وَاحِدٍ.
(موضوع، ابن محبوب و ابو مجہولان، وقد
ضعف البخاری ابراہیم بن مہاجر، حکماء
السوطی عن ابن الجوزی، ثم تعقبه بقوله
الحديث في المستدرک، وأخرجه البيهقي في
الشعب عن الحاكم وقال: متن غريب لم
نكتبه إلا بهذا الاسناد وأورده الحافظ ابن حجر في
ام اليه وأم قدح فيه بشيء، إلا أنه قال: ابراهيم فيه لين، وقد اخرج له مسلم في المتابعات، كذا في
اللائلي، وذكره السيوطي في شرح الصمد ولم يقدح فيه بشيء، قلت: وقد ورد في التلقين أحاديث
كثيرة ذكرها الحافظ في التلخيص، وقال في جملة من رواها وعن عروة بن مسعود النقي رواه
العقيلي باسناد ضعيف، ثم قال: روى في الباب أحاديث صحاح عن غير واحد من الصحابة، ورواه
ابن أبي الدنيا في كتاب المحتضرين من طريق عروة بن مسعود، عن أبيه عن حذيفة "بَلَفْظُ أَقْبَرُوا
مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَقْبَرُوا تَهْدِيَهُمْ مَا قَبْلَهَا مِنَ الْخَطَايَا" وروى فيه أيضا عن عمر وعثمان وابن
مسعود وأنس وغيرهم ~~في الصحيحين~~ وفي الجامع الصغير "لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رواه أحمد ومسلم و
الأربعة عن أبي سعيد ومسلم وابن ماجة عن أبي هريرة والنسائي عن عائشة ورقم له بالصحة.
وفي الحصن: إِذَا أَفْضَحَ الْوَلَدُ فَلْيُعَلِّمَهُ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" وفي الحرز رواه ابن السني عن عمرو بن العاص.
قلت: ولفظه في عمل اليوم واليلة عن عمرو بن شبيب وَحَدَّثَ فِي كِتَابِ حَبْدَى الَّذِي حَدَّثَهُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا أَفْضَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ لَا تَبَالُوا مَتَى
مَاتُوا وَإِذَا انْفَرُوا فَمُرُّوهُمْ بِالصَّلَاةِ" وفي الجامع الصغير برواية أحمد وأبي داود والحاكم عن
معاذ ~~بن عفان~~ "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" ورقم له بالصحة وفي مجمع الزوائد عن
علي ~~بن ربيعة~~ "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ" وفي غير رواية مرفوعة "مَنْ لَقِيَ
عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ".

ف: تلقین اس کو کہتے ہیں کہ مرتے وقت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھا جائے تاکہ
اس کو سن کر وہ بھی پڑھنے لگے۔ اس پر اس وقت جبر یا تقاضا نہیں کرنا چاہئے کہ وہ
شدت تکلیف میں ہوتا ہے۔ اخیر وقت میں کلمہ تلقین کرنے کا حکم اور بھی بہت سی احادیث صحیحہ

میں وارد ہوا ہے۔ متعدد حدیثوں میں یہ بھی ارشاد نبوی وارد ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ نصیب ہو جائے اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے سیلاب کی وجہ سے تعمیر۔ بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت یہ مبارک کلمہ نصیب ہو جاتا ہے تو پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ منافق کو اس کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے مردوں کو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا توشہ دیا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنے لگے، اس سے حساب معاف ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے مرنے کے وقت ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو دور کر دیتا ہے اور مرنے والے کو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ تلقین کرتا ہے۔ ایک بات کثرت سے تجربہ میں آئی ہے کہ اکثر و بیشتر تلقین کا فائدہ جب ہی ہوتا ہے کہ زندگی میں بھی اس پاک کلمہ کی کثرت رکھتا ہو۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ بھس فروخت کیا کرتا تھا، جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو لوگ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ کہتا تھا کہ یہ گنہائیں کاہے اور یہ اتنے کاہے۔ اسی طرح اور بھی متعدد واقعات ”نُزْهُةُ الْبَسَاتِين“ میں بھی لکھے ہیں اور مشاہدہ میں بھی آتے ہیں۔

بسا اوقات کسی گناہ کا کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب نہیں ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایون کھانے میں ستر نقصان ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اس کے بالمقابل مسواک میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ یاد آتا ہے۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ شہادت تلقین کیا گیا، وہ کہنے لگا کہ اللہ سے دعا کرو میری زبان سے نکلتا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں تو لےنے میں بے احتیاطی کرتا تھا۔ ایک دوسرے شخص کا قصہ ہے کہ جب اس کو تلقین کی گئی تو کہنے لگا کہ مجھ سے کہا نہیں جاتا۔ لوگوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: کہ ایک عورت مجھ سے تولیہ خریدنے آئی تھی، مجھے وہ اچھی لگی، میں اس کو دیکھتا رہا۔ اور بھی بہت سے واقعات اس نوع کے ہیں جن میں سے بعض ”تذکرہ قرطبیہ“

میں بھی لکھے ہیں۔ بندہ کا کام ہے کہ گناہوں سے توبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ شانہ سے توفیق کی دعا کرتا رہے۔

(۳۹) عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" لَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ وَلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا. "إِلَّا اللَّهُ" سَعَىٰ تَوَكُّلِي عَمَلٍ بَرٍّ هَلْ سَكَتَ هَلْ هُوَ

(رواہ ابن ماجہ، کذا فی منتخب کنز العمال، قلت: وأخرجہ الحاکم فی حدیث طویل و صحیحہ، و لفظہ "قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَتْرُكُ ذَنْبًا وَلَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ" وتعقب عليه الذهبي بأن زكريا ضعيف، وسقط بين مُتَحَدِّدٍ وَأُمِّ هَانِيٍّ وَ ذَكَرَهُ فِي الْجَامِعِ بِرَوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ وَ رَقَمَ لَهُ بِالضَّعْفِ)

ف: کسی عمل کا اس سے نہ بڑھ سکتا تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو بغیر کلمہ طیبہ پڑھے کا رآمد ہو سکتا ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض ہر عمل ایمان کا محتاج ہے۔ اگر ایمان ہے تو وہ اعمال بھی مقبول ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں اور کلمہ طیبہ جو خود ایمان لانا ہی ہے وہ کسی عمل کا بھی محتاج نہیں۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص فقط ایمان رکھتا ہو اور ایمان کے علاوہ کوئی عمل صالح نہ ہو تو بھی وہ کسی نہ کسی وقت ان شاء اللہ جنت میں ضرور جائے گا اور جو شخص ایمان نہ رکھتا ہو خواہ وہ کتنے ہی پسندیدہ اعمال کرے نجات کے لئے کافی نہیں۔ دوسرا جزو کسی گناہ کو نہ چھوڑنا ہے، اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ جو شخص آخری وقت میں مسلمان ہو اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد فوراً ہی مر جائے تو ظاہر ہے کہ اس ایمان لانے سے پہلے کفر کی حالت میں جتنے گناہ کئے تھے وہ سب بالاجماع جاتے رہے۔ اور اگر پہلے سے پڑھنا مراد ہو تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ دلوں کی صفائی اور صیقل ہونے کا ذریعہ ہے۔ جب اس پاک کلمہ کی کثرت ہوگی تو دل کی صفائی کی وجہ سے توبہ کئے بغیر چین ہی نہ بڑے گا اور آخر کار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو سونے کے وقت اور جاگنے کے وقت "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا اہتمام ہو اس کو دنیا بھی آخرت پر مستعد کرے گی اور مصیبت سے اس کی حفاظت کرے گی۔

(۴۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

(رواه السنن وغيرهم بالفاظ مختلفة واختلاف يسير في العدد وغيره، وهذا آخر ما اردت إيراده)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستر آئی ہیں) ان میں سب سے افضل ”لا الہ الا اللہ“ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ لکڑی کا نئے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور کیا بھی ایک خصوصی شعبہ ہے ایمان کا۔

فی هذا الفصل رعاية لعدد الأربعين، والله الموفق لما يحب ويوضى

ف: حیا کو خصوصی اہتمام کی وجہ سے ذکر فرمایا کہ یہ بہت سے گناہوں، زنا، چوری، فحش گوئی، ننگا ہونا، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے۔ اسی طرح رسوائی کے خیال سے بہت سے نیک کام کرنے ضروری ہو جاتے ہیں، بلکہ دنیا اور آخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر ابھارتی ہے۔ نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ تو ظاہر ہیں، اسی طرح سے اور بھی تمام احکام بجالانے کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے مثل مشہور ہے ”ٹو بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن“ تو بے غیرت ہو جا، پھر جو چاہے کر۔ اس معنی میں صحیح حدیث بھی وارد ہے: ”إِذَا لَمْ تَسْتَخْشِ فَأَصْنَعْ مَا شِئْتَ“ جب تو حیا دار نہ رہے تو پھر جو چاہے کر، ساری فکر غیرت اور شرم ہی کی ہے، اگر حیا ہے تو یہ خیال بھی ضروری ہے کہ نماز نہ پڑھوں گا تو آخرت میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور شرم نہیں ہے تو پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کہہ کر کیا کرے گا۔

تنبیہ: اس حدیث شریف میں ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اس بارے میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور متعدد روایات میں ستر کا عدد آیا ہے، اسی لئے ترجمہ میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ ان ستر کی تفصیل میں علماء نے بہت سی مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ امام ابو حاتم بن حبان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کا مطلب ایک مدت تک سوچتا رہا۔ جب عبادتوں کو گنتا تو وہ ستر سے بہت زیادہ ہو جاتیں۔ احادیث کو تلاش کرتا اور حدیث شریف میں جن چیزوں کا خاص طور سے ایمان کی شاخوں

کے ذیل میں ذکر کیا ہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں۔ میں قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوا اور قرآن شریف میں جن چیزوں کو ایمان کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ان کو شمار کیا تو وہ بھی اس عدد سے کم تھیں، تو میں نے قرآن اور حدیث شریف دونوں کو جمع کیا اور دونوں میں جن چیزوں کو ایمان کا جزو قرار دیا، ان کو شمار کر کے جو چیزیں دونوں میں مشترک تھیں ان کو ایک ایک عدد شمار کر کے میزان دیکھی، تو دونوں کا مجموعہ مکررات کو نکال کر اس عدد کے موافق ہو گیا، تو میں سمجھا کہ حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اجتہاد سے ان تفصیلات کے مراد ہونے کا حکم لگایا ہے۔ حالانکہ اس مقدار کی خصوصی تفصیل نہ معلوم ہونے سے ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا جب کہ ایمان کے اصول و فروع سارے بالتفصیل معلوم و محقق ہیں۔ خطابی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے علم میں ہے اور شریعت مطہرہ میں موجود ہے تو اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا علم نہ ہونا کچھ مضر نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان شاخوں میں سب سے اعلیٰ توحید یعنی کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کو قرار دیا ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ایمان میں سب سے اوپر اس کا درجہ ہے، اس سے اوپر کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے، جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اصل توحید ہے جو ہر مکلف پر ضروری ہے اور سب سے نیچے دفع کرنا ہے اس چیز کا جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو۔ باقی سب شاخیں ان کے درمیان ہیں جن کی تفصیل معلوم ہونا ضروری نہیں، اجمالاً ان پر ایمان لانا کافی ہے جیسا کہ سب فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے، لیکن ان کی تفصیل اور ان کے نام ہم نہیں جانتے لیکن ایک جماعت محدثین نے ان سب شاخوں کی تفصیل میں مختلف تصانیف فرمائی ہیں۔ چنانچہ ابو عبد اللہ حلی علیہ السلام نے ایک کتاب اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ”فوائد المہاج“ رکھا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہی ”مُحَبَّبُ الْإِيمَان“ رکھا ہے۔ اسی طرح شیخ عبد الجلیل رحمہ اللہ علیہ نے بھی ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام

بھی ”شُعْبُ الْإِيمَان“ رکھا ہے اور اسحاق بن قرطبی رحمہ اللہ نے ”کتاب النصائح“ اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا نام ”وصف الایمان و شُعْبُهُ“ رکھا ہے۔ شُرَاح بخاری نے اس باب میں مختلف تصانیف سے تلخیص کرتے ہوئے ان کو مختصر طور پر جمع فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے: اول تصدیق قلبی، یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا۔ دوسرے زبان کا اقرار و عمل۔ تیسرے بدن کے اعمال، یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصوں پر منقسم ہیں: اول وہ جن کا تعلق نیت و اعتقاد اور عمل قلبی سے ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے۔ تیسرے وہ جن کا تعلق باقی حصہ بدن سے ہے۔ ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں۔ پہلی قسم: جو تمام عقائد کو شامل ہے اس کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔

- (۱) اللہ پر ایمان لانا جس میں اس کی ذات، اس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مثل ہے۔
- (۲) اللہ کے ماسوا سب چیزیں بعد کی پیداوار ہیں۔ ہمیشہ سے وہی ایک ذات ہے۔
- (۳) فرشتوں پر ایمان لانا۔ (۴) اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔ (۵) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔ (۶) تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلی ہو یا بُری، سب اللہ کی طرف سے ہے۔
- (۷) قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال جواب، قبر کا عذاب، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حساب ہونا، اعمال کا ٹلنا اور پل صراط پر گزرنا سب ہی داخل ہے۔ (۸) جنت کا یقین ہونا اور یہ کہ مؤمن ان شاء اللہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔
- (۹) جہنم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور وہ بھی ہمیشہ رہیں گے۔
- (۱۰) اللہ تعالیٰ شانہ سے محبت رکھنا۔ (۱۱) اللہ کے واسطے دوسروں سے محبت رکھنا، اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا (یعنی اللہ والوں سے محبت رکھنا اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے بغض رکھنا) اور اسی میں داخل ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بالخصوص مہاجرین اور انصار کی محبت اور آل رسول ﷺ کی محبت۔ (۱۲) حضور اقدس ﷺ سے محبت رکھنا جس میں آپ کی تعظیم بھی آگئی اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنا بھی اور آپ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے۔

(۱۳) اخلاص، جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے۔ (۱۴) توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد۔ (۱۵) اللہ کا خوف۔ (۱۶) اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا۔ (۱۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ (۱۸) شکر گزاری۔ (۱۹) وفا (۲۰) صبر (۲۱) تواضع جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے۔ (۲۲) شفقت و رحمت، جس میں بچوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے۔ (۲۳) مقدر پر راضی ہونا۔ (۲۴) توکل (۲۵) خود بینی اور خود ستانی کا چھوڑنا جس میں اصلاح نفس بھی داخل ہے۔ (۲۶) کینہ اور خلش نہ رکھنا جس میں حسد بھی داخل ہے۔ (۲۷) ”یعنی“ میں یہ نمبر رہ گیا ہے میرے خیال میں اس جگہ حیا کرنا ہے، جو کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے۔ (۲۸) غصہ نہ کرنا (۲۹) فریب نہ دینا جس میں بدگمانی نہ کرنا اور کسی کے ساتھ مکرم نہ کرنا بھی داخل ہے۔ (۳۰) دنیا کی محبت دل سے نکال دینا جس میں مال کی اور جاہ کی محبت بھی داخل ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امور بالا میں دل کے تمام اعمال داخل ہیں۔ اگر کوئی چیز بظاہر خارج معلوم ہو تو وہ غور سے ان نمبروں میں سے کسی نہ کسی نمبر میں داخل ہوگی۔

دوسری قسم: زبان کا عمل تھا، اس کے سات شعبے ہیں:

(۱) کلمہ طیبہ کا پڑھنا (۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا (۳) علم سیکھنا (۴) علم دوسروں کو سکھانا (۵) دعا کرنا (۶) اللہ کا ذکر، جس میں استغفار بھی داخل ہے (۷) لُغو باتوں سے بچنا۔ تیسری قسم: باقی بدن کے اعمال ہیں، یہ کل چالیس ہیں جو تین حصوں پر منقسم ہیں۔ پہلا حصہ: اپنی ذاتوں سے تعلق رکھتا ہے، یہ سولہ شاخیں ہیں:

(۱) پاکی حاصل کرنا، جس میں بدن کی پاکی، کپڑے کی پاکی، مکان کی پاکی، سب ہی داخل ہیں اور بدن کی پاکی میں وضو بھی داخل ہے اور حیض و نفاس اور جنابت کا غسل بھی (۲) نماز کی پابندی کرنا، اس کو قائم کرنا، جس میں فرض، نفل، اداء، قضا، واجب سب داخل ہے۔ (۳) صدقہ جس میں زکوٰۃ، صدقہ فطر وغیرہ بھی داخل ہے اور بخشش کرنا، لوگوں کو کھانا

۱۔ نماز کا قائم کرنا اسکے آداب و شرائط کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرنے کا نام ہے جیسا کہ فضائل نماز کے تیسرے باب میں مذکور ہے۔

کھلانا، مہمان کا اکرام کرنا اور غلاموں کا آزاد کرنا بھی داخل ہے۔ (۴) روزہ، فرض ہو یا نفل (۵) حج کرنا، فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے اور طواف بھی۔ (۶) اعتکاف کرنا، جس میں لَيْلَةُ الْقَدْرِ کو تلاش کرنا بھی داخل ہے۔ (۷) دین کی حفاظت کے لئے گھر چھوڑنا جس میں ہجرت بھی داخل ہے۔ (۸) نذر کا پورا کرنا۔ (۹) قسموں کی نگہداشت رکھنا۔ (۱۰) کفاروں کا ادا کرنا۔ (۱۱) ستر کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانکنا۔ (۱۲) قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی خبر گیری کرنا، اور ان کا اہتمام کرنا۔ (۱۳) جنازہ کا اہتمام کرنا، اس کے جملہ امور کا انتظام کرنا۔ (۱۴) قرض کا ادا کرنا۔ (۱۵) معاملات کا درست کرنا، سود سے بچنا۔ (۱۶) سچی بات کی گواہی دینا، حق کو نہ چھپانا۔

دوسرا حصہ: کسی دوسرے کے ساتھ کے برتاؤ کا ہے۔ اس کی چھ شاخیں ہیں:

(۱) نکاح کے ذریعہ سے حرام کاری سے بچنا۔ (۲) اہل و عیال کے حقوق کی رعایت کرنا اور ان کا ادا کرنا، اس میں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں۔ (۳) والدین کے ساتھ سلوک کرنا، نرمی برتنا، فرمانبرداری کرنا۔ (۴) اولاد کی اچھی تربیت کرنا۔ (۵) صلہ رحمی کرنا (۶) بڑوں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔

تیسرا حصہ: حقوق عامہ کا ہے جو اٹھارہ شعبوں پر منقسم ہے:

(۱) عدل کے ساتھ حکومت کرنا (۲) حقانی جماعت کا ساتھ دینا (۳) حکام کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع حکم نہ ہو) (۴) آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جس میں مفسدوں کو سزا دینا، باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے۔ (۵) نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا (۶) نیک کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا، جس میں وعظ و تبلیغ بھی داخل ہے۔ (۷) حدود کا قائم کرنا (۸) جہاد کرنا، جس میں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے (۹) امانت کا ادا کرنا، جس میں خمس جو غنیمت کے مالوں میں ہوتا ہے وہ بھی داخل ہے (۱۰) قرض کا دینا اور ادا کرنا (۱۱) پڑوسیوں کا حق ادا کرنا، ان کا اکرام کرنا۔ (۱۲) معاملہ اچھا کرنا، جس میں جائز طریقہ سے مال کا جمع کرنا بھی داخل ہے (۱۳) مال کا اپنے

محَل (موقع) پر خرچ کرنا، اسراف اور بخل سے بچنا بھی اس میں داخل ہے۔ (۱۳) سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا (۱۵) چھینکنے والے کو ”يَسْرُحُمُكَ اللَّهُ“ کہنا (۱۶) دنیا کو اپنے نقصان سے اپنی تکلیف سے بچانا (۱۷) لہو و لعب سے بچنا (۱۸) راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔

یہ ستر شاخیں ہوئیں، ان میں بعض کو ایک دوسرے میں منضم بھی کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ اچھے معاملہ میں مال کا جمع کرنا اور خرچ کرنا دونوں داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح سے غور سے اور بھی اعداد کو کم کیا جاسکتا ہے اور اس لحاظ سے ستر والی روایت یا ستر سٹھ والی روایت کے تحت میں بھی یہ تفصیل آ سکتی ہے۔ اس تفصیل میں بندہ نے علامہ عینی رحمہ اللہ علیہ کے کلام کو جو بخاری شریف کی شرح میں ہے اصل قرار دیا ہے کہ انہوں نے نمبر وار ان چیزوں کو ذکر فرمایا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ کی ”فتح الباری“ اور علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”مرقات“ سے توضیح و اضافہ کیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایمان کے سارے شعبے مجملاً یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ آدمی کو چاہئے کہ ان میں غور و فکر کرے جو اوصاف اس میں ان میں سے پائے جاتے ہیں ان پر اللہ جلّ جلالہ کا شکر ادا کرے کہ اسی کی توفیق و لطف سے ہر بھلائی حاصل ہو سکتی ہے اور جن اوصاف میں کمی ہو ان کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول کی توفیق مانگتا رہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ۔